يد الله على الجماعة ترمذی لا جماعة إلا بإمارة دارمی

جماعت اہل حدیث کے خصوصی ترجمان

ہفت روزہ تنظیم اہل حدیث لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بانی: محدث حافظ محمد عبداللہ روپڑی رحمہ اللہ

بیادِ: سلطان المناظرین حافظ عبدالقادر روپڑی رحمہ اللہ

حافظ محمد جاوید روپڑی رحمہ اللہ

نگران اعلیٰ: صاحبزادہ عارف سلمان روپڑی

مدیر اعلیٰ: حافظ عبدالغفار روپڑی

جلد 58 | شمارہ 26 | جمعۃ المبارک 4 تا 10 جولائی 2014ء | فون 042-37656730 | فیکس 042-37659847

روزہ کی فضیلت

روزہ رمضان المبارک کے خصوصی اعمال میں سب سے افضل عمل ہے۔ جیسا کہ حضرت ابوامامہ باہلی سے مروی ہے کہ میں نے عرض کی اے اللہ کے رسول مجھے کسی عمل کا حکم دیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: عَلَيْكَ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَا عِدْلَ لَهُ روزے رکھا کرو اس کے برابر کوئی چیز نہیں، پھر میں نے کہا اللہ کے رسول مجھے کسی عمل کا حکم دیجئے تو آپ نے فرمایا: روزے رکھا کرو کیونکہ ان کے برابر کوئی چیز نہیں، میں نے پھر عرض کی اے اللہ کے رسول مجھے کسی چیز کا حکم دیجئے آپ ﷺ نے یہی فرمایا روزے رکھا کرو کیونکہ ان کے برابر کوئی چیز نہیں۔ (صحیح الترغیب والترہیب)

وہ خوش نصیب انسان جس نے خلوص ومحبت سے ماہ رمضان المبارک میں دن کے روزے رکھے اور راتوں کو قیام کیا تو روزہ اور قرآن مجید اس خوش نصیب کے لیے قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے حضور سفارش کریں گے۔ جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: روزہ اور قرآن مجید بندے کے لیے سفارش کریں گے، روزہ کہے گا: اے میرے رب! میں نے اس بندے کو کھانے پینے اور شہوات پوری کرنے سے دن بھر روکے رکھا لہٰذا میرے مالک اس کے حق میں میری سفارش قبول فرما۔ قرآن مجید کہے گا: میں نے اس کو رات سونے سے روکے رکھا، اے میرے مالک! اسکے حق میں میری سفارش قبول فرما چنانچہ (روزہ اور قرآن حکیم) کی سفارش قبول کی جائے گی۔

[مسند امام احمد ج2 ص174]

www.jaamia.com weekly.tanzeem@gmail.com

درس حدیث

حافظ عبدالوحید روپڑی (سرپرست جماعت اہلحدیث)

حصول امن کے سنہری اصول بزبان رسول مقبول

أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَقَالَ آمِيْن آمِيْن آمِيْن قِيْلَ يَارَسُوْلَ اللهِ ﷺ إِنَّكَ صَعِدْتَ الْمِنْبَرَ فَقُلْتَ آمِيْن آمِيْن آمِيْن فَقَالَ إِنَّ جِبْرِيْلَ أَتَانِيْ فَقَالَ مَنْ أَدْرَكَ شَهْرَ رَمَضَانَ فَلَمْ يُغْفَرْ لَهُ فَدَخَلَ النَّارَ فَأَبْعَدَهُ اللهُ قُلْ آمِيْن فَقُلْتُ آمِيْن سیدنا ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے تو آپ نے تین مرتبہ لفظ "آمین" کہا، صحابہ کرامؓ نے آپ سے سوال کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ آپ نے منبر پر چڑھتے ہوئے تین دفعہ آمین کہا ہے اس کی وجہ کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور انھوں نے کہا جس شخص کی زندگی میں رمضان المبارک کا مہینہ آیا اور وہ اپنی بخشش نہ کروا سکا تو وہ آگ میں داخل ہو اور اللہ تعالیٰ اسے اپنی رحمت سے دور کر دے، آپ ﷺ آمین کہیے تو میں نے آمین کہہ دیا۔ (صحیح الترغیب والترھیب کتاب الصوم باب الترغیب فی صیام رمضان ج 1 ص 582 رقم الحدیث: 995)

روزہ ارکان اسلام میں سے ایک اہم رکن ہے جو کہ اہل اسلام پر فرض کیے گئے ہیں اور ہر مسلم پر فرض ہے کہ وہ اس کا کما حقہ احترام کرے کیونکہ اس کا احترام گناہوں کی بخشش اور اس کا اکرام نہ کرنا اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور انسان کی بربادی کا باعث بنتا ہے جیسا کہ مذکورہ حدیث رسول سے ثابت ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کا صحیح احترام نہ کرنے والے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہوتے ہیں جبکہ ان کی شرائط اور آداب کا لحاظ رکھنے والے اور رضائے الٰہی کے حصول کے لیے اس کے تقاضوں کو پورا کرنے والوں کے لیے یہ جہنم کی آگ سے ڈھال بن جاتا ہے۔ جیسا کہ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: اَلصِّيَامُ جُنَّةٌ وَحِصْنٌ حَصِيْنٌ مِنَ النَّارِ روزہ جہنم کی آگ سے بچنے کے لیے ڈھال اور مضبوط قلعہ ہے۔ (صحیح الترغیب والترھیب کتاب الصوم ج 1 ص 576 رقم الحدیث: 980 الموسوعۃ الحدیثیۃ مسند امام احمد ج 2 ص 402) اسی طرح سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اَلصِّيَامُ جُنَّةٌ يَسْتَجِنُّ بِهَا الْعَبْدُ مِنَ النَّارِ روزہ ایسی ڈھال ہے جس کے ذریعہ آدمی جہنم کی آگ سے بچ سکتا ہے۔ (صحیح الترغیب والترھیب کتاب الصوم باب الترغیب الصوم ج 1 ص 78 رقم الحدیث: 981)

روزہ ایک ایسا عمل ہے جو اللہ تعالیٰ کو بڑا ہی محبوب ہے اور اس کے برابر کوئی اور چیز نہیں ہے۔ جیسا کہ حضرت ابو امامہ باہلی سے مروی ہے کہ میں نے عرض کی اے اللہ کے رسول مجھے کسی عمل کا حکم دیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: عَلَيْكَ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَا عِدْلَ لَهُ روزے رکھا کرو اس کے برابر کوئی چیز نہیں، پھر میں نے کہا اللہ کے رسول مجھے کسی عمل کا حکم دیجیے تو آپ نے فرمایا: روزے رکھا کرو کیونکہ ان کے برابر کوئی چیز نہیں، میں نے پھر عرض کی اے اللہ کے رسول مجھے کسی چیز کا حکم دیجیے آپ ﷺ نے یہی فرمایا روزے رکھا کرو کیونکہ ان کے برابر کوئی چیز نہیں۔ (صحیح الترغیب والترھیب کتاب الصوم باب الترغیب فی الصوم مطلقا ج 1 ص 580 رقم الحدیث: 986)

جماعت اہل حدیث کی خصوصی ترجمان
ہفت روزہ تنظیمِ اہلِ حدیث لاہور

مدیر اتنظامی
حافظ عبدالوہاب روپڑی
فاضل ام القریٰ مکہ مکرمہ

ادارِیہ — حافظ عبدالغفار روپڑی

خطبہ ماہِ رمضان فرمودہ سرورِ دو جہان

عن سلمان الفارسی قال خطبنا رسول اللہ ﷺ فی اخر یوم من شعبان فقال یاایھا الناس حضرت سلمان فارسیؓ فرماتے ہیں ماہ شعبان کی آخری تاریخ کو نبی ﷺ نے ہمارے سامنے یہ خطبہ ارشاد فرمایا: اے لوگو!

قد اظلکم شھر عظیم شھر مبارک ''تم پر ایک باعظمت اور بابرکت مہینہ نے سایہ ڈالا ہے'' شھر فیہ لیلۃ خیر من الف شھر ''اس میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار مہینوں سے افضل واشرف ہے'' جعل اللہ صیامہ فریضۃ وقیام لیلہ تطوعا ''اس ماہ مبارک کے روزے اللہ نے تم پر فرض کئے ہیں اور رات کا قیام (نماز) نفل کیا ہے۔'' من تقرب فیہ بخصلۃ من الخیر کان کمن ادی فریضۃ فیما سواہ ''جس نے اس ماہ مبارک میں کوئی نفل نیک کام کیا اس کا اجر وثواب فرض کے برابر ہے'' وھو شھر الصبر والصبر ثوابہ الجنۃ ''یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے'' وشھر المواسات ''یہ ایک دوسرے سے محبت اور ہمدردی کرنے کا مہینہ ہے'' وشھر یزاد فیہ رزق المومن ''اس میں مومن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے'' من فطر فیہ صائما کان لہ مغفرۃ للذنوبہ وعتق رقبۃ من النار ''جو شخص اس ماہ مبارک میں کسی روزے دار کا روزہ افطار کرائے یہ عمل اس کے لئے گناہوں کی بخشش اور جہنم سے آزادی کا ذریعہ ہوگا'' ومن ادی فریضۃ فیہ کان کمن ادی سبعین فریضۃ فیما سواہ اور جس نے اس ماہ مبارک میں ایک فریضہ ادا کیا اس کو دوسرے مہینوں کے ستر فرضوں کے برابر ثواب ملے گا۔ وکان لہ عمل اجرہ من غیر ان ینقص من اجرہ شیء ''اور روزہ افطار کرانے والے کو روزہ رکھنے والے کے برابر ثواب ملے گا روزہ دار کے ثواب میں کوئی کمی نہیں ہوگی بلکہ دونوں کو پورا پورا ثواب ملے گا'' ومن اشبع صائما سقاہ اللہ من حوضی شربۃ لا یظمأ حتی یدخل الجنۃ ''جو شخص روزہ دار کو پیٹ بھر کر کھانا کھلائے گا اللہ تعالیٰ اسے میرے حوض کوثر سے پانی پلائے گا پھر اسے جنت میں داخل ہونے تک پیاس نہیں لگے گی۔

وھو شھر اولہ رحمۃ ''اس مبارک مہینہ کا ابتدائی حصہ رحمت ہے'' واوسطہ مغفرۃ ''اور درمیانی حصہ بخشش کا ہے'' واخرہ عتق من النار ''اور اس کا آخری حصہ جہنم سے نجات ہے''

مجلس ادارت

مدیر اعلیٰ: حافظ عبدالغفار روپڑی
مدیر: پروفیسر میاں عبدالمجید
مدیر انتظامی: حافظ عبدالوہاب روپڑی
معاون مدیر: حافظ عبدالجبار مدنی
نائب مدیر: مولانا عبداللطیف حلیم
منیجر: حافظ عبدالظاہر 0300-8001913
Abdulzahir143@yahoo.com
کمپوزنگ وقار عظیم بھٹی 0300-4184081

فہرست

درس حدیث	1
اداریہ	2
الاستفتاء	4
تفسیر سورۃ الاعراف	6
زکوٰۃ کے مسائل وفوائد	9
ماہ رمضان کو غنیمت جانیے	13

زرِ تعاون

فی پرچہ ... 10 روپے
سالانہ ... 500 روپے
بیرون ممالک 200 ریال (امریکی 50 ڈالر)

مقام اشاعت

ہفت روزہ ''تنظیم اہلحدیث'' رحمن گلی نمبر 5
چوک دالگراں لاہور 54000

ومن خفف عن مملوکه فیه غفر الله له واعتقه من النار "جو شخص اس مبارک مہینہ میں اپنے ماتحتوں کے کام میں تخفیف کرے گا اللہ تعالیٰ اسے بخشے اور جہنم کی آگ سے آزاد کر دے گا" (رواہ البیهقی فی شعب الایمان)

شهر فیه لیلة خیر من الف شهر:

باعظمت و بابرکت ماہ رمضان المبارک میں ایک ایسی رات ہے جس کو لیلۃ القدر لیلۃ مبارکہ کے نام سے موسوم کیا گیا ہے جس میں انوار الٰہی و قرب ربانی کا حصول تنزیل ملائکہ کا عمل اور سلامتی کا پیغام پورے اهتمام کے ساتھ ہزار گنا بڑھ جاتا ہے اور ہر امر حکمت کا فیصلہ صادر کیا جاتا ہے اور ذکر الٰہی میں محو بندہ مومن کیلئے جبرائیل امین فرشتوں کی جماعت میں اتر کر دعائے رحمت و بخشش فرماتے ہیں۔ **اذا کان لیلة القدر نزل جبریل علیه السلام فی کبکبة من الملائکة یصلون علی کل عبد قائم و قاعد یذکر الله عزوجل** یہی وہ پر عظمت رات ہے جس میں قیام کرنے والے خوش نصیب کے پہلے سارے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ (مشکوۃ باب لیلۃ القدر) **من قام لیلة القدر ایمانا واحتسابا غفر له ما تقدم من ذنبه** "یہ مبارک رات رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں ہے۔" (بخاری و مسلم)

رمضان المبارک نیکیوں کی بہار کا موسم

رمضان المبارک کی آمد آمد ہے۔ اس مقدس مہینے میں پروردگار بندوں پر رحمتوں کے دروازے کھول دیتا ہے۔ حدیث میں آتا ہے: اس مہینے میں جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں۔ شیاطین کو قید کر دیا جاتا ہے اور رحمتوں اور برکتوں کا نزول شروع ہو جاتا ہے۔ قرآن میں پروردگار ارشاد فرماتا ہے: روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا اجر دوں گا۔ عام مشاہدہ ہے کہ کچھ مسلمان اس مہینے میں بھی چوری، لڑائی، جھگڑا اور گالی گلوچ تک سے باز نہیں رہتے۔ معمولی سی بات پر ایک دوسرے سے جھگڑنے لگتے ہیں۔ خاص طور پر مسافر بسوں میں یہ رواج عام ہے۔ حدیث مبارکہ میں آتا ہے کہ جب کوئی شخص تم سے جھگڑا کرے تو اسے کہو کہ میں روزے سے ہوں۔ لیکن ہم اینٹ کا جواب پتھر سے دینے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں۔ کاروباری لوگ اس خاص اور مبارک مہینے کا فائدہ ضرورت کی اشیا کو مہنگی کر کے اٹھاتے ہیں۔ وہ سوچتے ہیں کہ اگر دس روپے کی چیز تیس روپے میں بک جائے تب بھی لوگ اسے خریدیں گے، جب کہ وہ خود بھی اس وقت روزے سے ہوتے ہیں۔ پروردگار فرماتا ہے کہ جب کوئی شخص روزے میں بھی جھوٹ اور ناجائز کاموں سے باز نہ آئے تو مجھے کوئی حاجت نہیں کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑ دے۔ گویا اس شخص نے روزہ نہیں رکھا بلکہ فاقہ کیا۔ میری تمام مسلمانوں سے گذارش ہے کہ وہ اس مبارک مہینے کا احترام کریں جیسا کہ اس مہینے کا حق ہے۔ معمولی باتوں پر یا کسی بات پر لڑائی جھگڑے سے اجتناب کریں اور پورے خلوص اور تقویٰ کے ساتھ روزوں کا اہتمام کریں، کیونکہ اپنے نفس پر قابو پانا ہی تقویٰ ہے۔ ان تمام باتوں کی روشنی میں مسلمان اپنا تجزیہ کریں۔ اس خاص مہینے میں عبادات اور نیکیوں کا اہتمام کریں۔ ہر برے فعل سے خود کو بچائے رکھیں اور اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کریں، کیونکہ اسی ہی میں ہم مسلمانوں کی کامیابی ہے اور اسی طریقے سے ہم اس مبارک مہینے کا حق ادا کر سکتے ہیں۔

عن ابی هریرة قال قال رسول الله ﷺ ان الله فرض صیام رمضان وسننت لکم قیامه فمن صامه وقامه ایمانا احتسابا خرج من ذنوبه کیوم ولدته امه "حضور ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے رمضان کے روزے فرض کیے ہیں اور میں نے تمہارے لیے اس (کی رات) کا قیام تجویز کیا۔ سو جس نے جذبہ ایمان اور ثواب کی نیت سے روزے اور قیام کیا۔ وہ گناہوں سے یوں معصوم ہو گیا جیسا کہ اس کو ماں نے جنا تھا" (نسائی)

جو انسان روزہ کی حقیقت کو سمجھ کر اس کو اپناتا ہے وہ رات کو سو کر نہیں گنوا سکتا۔ دن بھر تو اپنے کو بے عمل کرتا پھرے اور خوب مانجھنے میں مصروف رہے لیکن جب اس پر رنگ چڑھ جانے کا وقت آ جائے تو سو جائے۔ یہ مشکل ہے جذبہ صادق کی نشانی یہ ہے کہ جو سارا دن اللہ کی رضا اور خوشنودی کے لیے اپنے آپ کو قدم بقدم پر تھام تھام کر رکھتا ہے وہ شب زندہ دار بھی ضرور ہو گا ورنہ عاشق صادق کے لیے یہ کیونکر ممکن ہوتا ہے کہ دن بھر تو راہ سفر میں رہے اور

جبیں پہ گرد رہ عشق لب پہ مہر سکوت   دیار غیر میں پھرتا ہوں آشنا کے لیے

الاستفتاء

حافظ عبدالوہاب روپڑی

حالت روزہ میں ٹیکہ لگوانا؟

سوال: کیا روزہ کی حالت میں ٹیکہ لگوایا جا سکتا ہے یا نہیں؟ کیا ٹیکہ لگوانے سے روزہ ٹوٹتا تو نہیں؟ سائل: احمد علی سیف، وہاڑی

الجواب بعون الوہاب: اسلام نے انسان کی رہنمائی کے لیے کچھ اصول و ضوابط مقرر کئے ہیں ان اصولوں کو اپنا کر انسان اپنی زندگی کو خوشگوار اور اپنی عبادت کو سنت مطہرہ کے مطابق سرانجام دے سکتا ہے، اسی طرح اسلام نے ہمیں شک سے دور رہنے کا بھی حکم دیا ہے اور جن مسائل میں دو جہتیں اور دو پہلو ہوں ان میں ہمیں احتیاط والی جانب اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔

جیسا کہ ام المومنین سیدہ سودہ ؓ کے والد زمعہ کی لونڈی سے زمانہ جاہلیت میں عتبہ بن ابی وقاص نے زنا کیا تو اس سے لڑکا پیدا ہوا جو اپنی والدہ کے پاس پرورش پاتا رہا، زانی فوت ہوتے ہوئے اپنے بھائی سعد بن ابی وقاص ؓ کو وصیت کر گیا کہ زمعہ کی لونڈی کا لڑکا میرا ہے اس کو اپنے قبضے میں لے لینا۔ فتح مکہ کے موقع پر سعد بن ابی وقاص نے اس لڑکے کو پکڑ لیا کہ یہ میرا بھتیجا ہے، زمعہ کے بیٹے نے کہا یہ میرے باپ کا بیٹا اور میرا بھائی ہے۔ مقدمہ دربار رسالت میں پیش ہوا تو آپ نے لڑکے کو دیکھا اس کی شکل عتبہ بن ابی وقاص سے ملتی تھی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ بچہ اس کا ہے جس کے بستر پر پیدا ہوا، یعنی اولاد بیوی والے کی ہے اور زانی کے لیے پتھر۔ بچہ سودہ ؓ کے بھائی کے حوالے کر دیا اور حضرت سودہ ؓ جو کہ زمعہ کی بیٹی تھی اسے اس لڑکا سے پردہ کرنے کا حکم دیا گیا کیونکہ اس لڑکے کی شکل و شباہت عتبہ بن ابی وقاص کے ساتھ پائی جاتی تھی۔ (بخاری بشرح الکرمانی کتاب الفرائض الولد للفراش الحجر ج 23ص 138 رقم الحدیث: 6755 مسلم کتاب الحدود باب للعاھر الحجر ج23 ص165 رقم الحدیث: 6818) رسول اللہ ﷺ نے اس بچہ کو زمعہ کا بیٹا تو بنا دیا کیونکہ وہ اسی کے گھر پیدا ہوا تھا لیکن احتیاط والی جانب اختیار کرتے ہوئے سودہ ؓ کو اس سے پردہ کرنے کا حکم دیا تھا۔

فی نفسہ مسئلہ بھی اسی نوعیت کا ہے اس میں علماء نے اختلاف کیا ہے۔ بعض علماء روزہ کی حالت میں مطلق طور پر ٹیکہ لگوانا جائز کہتے ہیں جیسا کہ شیخ ابن باز ؒ فرماتے ہیں: ماہ رمضان میں دن کے وقت رگ یا عضلات میں انجکشن لگوانے والے کا روزہ صحیح ہے اس لیے کہ رگ کے اندر انجکشن لگوانا کھانا پینا نہیں، ایسے ہی عضلات میں حالت روزہ میں ٹیکے لگوائے جا سکتے ہیں لیکن اگر احتیاط کرتے ہوئے روزہ کی قضاء دے دی جائے تو بہتر اور افضل ہے۔ (مجموع الفتاوی ابن باز ج15 ص 252)

اسی طرح شیخ ابن عثیمین ؒ فرماتے ہیں کہ رگ عضلات اور چوتڑ میں ٹیکہ لگوانے میں کوئی حرج نہیں اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (فتاوی الصیام ص 20) اسی طرح سعودی عرب کی مستقل فتاوی کمیٹی فرماتی ہے کہ روزہ دار کے لیے عضلات اور رگ میں ٹیکہ سے علاج کرانا جائز ہے لیکن روزہ دار کو مغذی (طاقت والا) ٹیکہ لگوانا جائز نہیں۔ (فتاوی اللجنۃ الدائمۃ ج10 ص252)

موجودہ دور میں جماعت اہل حدیث کے نامور محدث حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ فرماتے ہیں کہ روزہ کی حالت میں ٹیکہ لگوانا جائز ہے جس کا مقصد قوت اور خوراک کی فراہمی نہ ہو بلکہ صرف بیماری کا علاج ہو، اس کے علاوہ اور کوئی ٹیکہ لگوانا جائز نہیں۔

(رمضان المبارک کے فضائل، فوائد و ثمرات ص45)

اسی طرح مفتی دوراں حافظ عبداللہ محدث روپڑی ؒ فرماتے ہیں:

قیام پاکستان سے پہلے امرتسر میں دیوبندی اور بریلوی حضرات میں اس بات پر اختلاف ہوا اور دونوں طرف سے اشتہارات شائع ہوئے جبکہ دیوبندی حضرات روزہ کی حالت میں ٹیکہ لگوانے کے جواز اور بریلوی حضرات عدم جواز کے قائل تھے۔دیوبندی حضرات کا خیال تھا کہ انجکشن کی صورت میں دوا خون میں ملادی جاتی ہے معدہ میں نہیں جاتی اور بریلوی حضرات اسے کھانے پینے کا حکم سمجھ کر اس سے روزہ کے ٹوٹنے کے قائل تھے کیونکہ ان کے نزدیک دوا غیر طبعی طور پر معدہ میں چلی جاتی ہے اور ہمارا بھی یہی خیال ہے کہ روزہ کی حالت میں کوئی ٹیکہ نہیں لگوانا چاہیے کیونکہ کھانے پینے سے عرفی کھانا پینا مراد نہیں جیسا کہ حدیث میں روزہ کی حالت میں بوقت وضوء ناک میں پانی ڈالنے میں مبالغہ کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

(ابوداود کتاب الطهارة باب في الاستنثار ص 28 رقم الحديث:142)

چونکہ خطرہ تھا پانی ناک کے ذریعہ حلق میں اُتر جائے گا حالانکہ یہ بھی عرفاً کھانا پینا نہیں۔اس سے ثابت ہوا کسی طرح کوئی بھی چیز معدہ میں چلی جائے تو اس سے روزہ کو نقصان پہنچ جاتا ہے اور ٹیکہ میں بھی دوا کے لطیف اجزاء کے متعلق خطرہ ہے کہ وہ مسامات کے ذریعہ معدہ میں آجائیں گے اور روزہ خطرہ میں پڑ جائے گا اس حالت روزہ میں ٹیکہ نہیں لگوانا چاہیے بلکہ احتیاط برتنی چاہیے۔(فتاویٰ اہل حدیث ج 2 ص 227)

صورت مسئولہ میں علماء کی رائے دونوں جانب ہیں بعض حالت روزہ میں مطلق ٹیکہ لگوانے کو جائز قرار دیتے ہیں بعض عام ٹیکہ لگوانے کی اجازت دیتے ہیں اور طاقت والے ٹیکے سے احتیاط کا حکم دیتے ہیں اور بعض ایسی حالت مطلق میں ٹیکہ لگوانے کو ناجائز جانتے ہیں۔اب مذکورہ بالا حدیث رسول کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمیں ایسے مواقع پر احتیاطی جانب اختیار کرنے کا حکم ہے اور احتیاط اسی میں ہے کہ حالات روزہ میں مطلق طور پر ٹیکہ لگوانے سے پرہیز کرنا چاہیے۔فقط

بقیہ: تفسیر سورۃ الاعراف

اخذ شدہ مسائل:

(۱) سیدنا آدمؑ کو اللہ تعالیٰ نے بطور آزمائش ایک درخت کا پھل کھانے اور اس کے قریب جانے سے منع فرمایا تھا (۲) ابلیس نے دھوکہ دہی سے سیدنا آدمؑ کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی وحکم عدولی پر اُکسایا (۳) فحاشی وعریانی شیطانی ہتھکنڈا ہے (۴) شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے (۵) خلوص دل سے کی گئی توبہ اللہ تعالیٰ کے ہاں قبولیت کے درجے کو پالیتی ہے (۶) دنیاوی زندگی عارضی اور اُخروی تیاری کے لیے مہلت ہے (۷) ہر انسان نے موت سے ہمکنار ہو کر روز قیامت اپنے رب کے حضور اپنے اعمال کا حساب دینا ہے۔

بقیہ: درس حدیث

روزہ انسان کی نظر اور شرمگاہ کی حفاظت کا سبب بنتا ہے جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ

اے نوجوانوں کی جماعت تم میں سے جو نکاح کی طاقت رکھتا ہو اسے نکاح کرنا چاہیے کیونکہ نکاح نظر کو جھکانے والا اور شرمگاہ کو محفوظ رکھنے والا ہے اور جس کے پاس نکاح کرنے کی استطاعت نہ ہو تو اس کے لیے روزے کا اہتمام اور التزام ضروری ہے اس لیے کہ روزہ اس کے لیے ڈھال ہے۔(بخاری بشرح الکرمانی کتاب النکاح باب قول النبی من استطاع الباءة فليتزوج ج 19 ص 45 رقم الحدیث:5065)

روزہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اور ایک ایسا پاکیزہ عمل ہے جس کے ذریعہ انسان اپنے اعضاء کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے محفوظ کرلیتا ہے۔روزہ کی یہی وہ حکمت ہے جسے اللہ تعالیٰ نے لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ سے بیان فرمایا ہے۔اگر انسان حقیقت میں روزہ دار بن جائے تو یہ تقویٰ جیسی نعمت عظمیٰ سے مزین ہوگا جس کی بنا پر اس کے تمام اعضاء سے دوسرے انسان محفوظ ہوجائیں گے تو معاشرہ امن کی کا حقہ تصویر بن جائے گا۔کاش کہ تمام اہل اسلام روزہ کے اصل مقصد کو حاصل کرتے ہوئے اسلام کی صحیح تصویر دنیا کے سامنے پیش کرسکیں اور ان کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ ہوسکیں۔

□□□

تفسیر سورۃ الاعراف

حافظ عبدالوہاب روپڑی (فاضل ام القریٰ مکہ مکرمہ)

(قسط نمبر 6)

وَيٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ۝ فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطٰنُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وٗرِيَ عَنْهُمَا مِنْ سَوْاٰتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهٰىكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ۝ وَقَاسَمَهُمَآ اِنِّيْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ۝ فَدَلّٰىهُمَا بِغُرُوْرٍ ۚ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ۭ وَنَادٰىهُمَا رَبُّهُمَآ اَلَمْ اَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَاَقُلْ لَّكُمَآ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ۝ قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا ۫ وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ۝ قَالَ اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ۝ قَالَ فِيْهَا تَحْيَوْنَ وَفِيْهَا تَمُوْتُوْنَ وَمِنْهَا تُخْرَجُوْنَ۝ "اور اے آدم! تو اور تیری بیوی دونوں اس جنت میں رہو اور جہاں سے دل کرے کھاؤ مگر اس درخت کے قریب نہ جانا ورنہ ظالموں میں سے ہو جاؤ گے۝ پھر شیطان نے ان دونوں کے دل میں وسوسہ ڈالا تاکہ ان کی شرم گاہیں جو ایک دوسرے سے چھپائی گئی تھیں انہیں کے سامنے کھول دے، وہ کہنے لگا: تمہیں تمہارے پروردگار نے اس درخت سے صرف اس لیے روکا ہے کہ کہیں تم فرشتے نہ بن جاؤ یا تم ہمیشہ یہاں رہنے والے نہ بن جاؤ۝ پھر ان دونوں کے سامنے (شیطان نے) قسم کھائی کہ درحقیقت میں تمہارا خیر خواہ ہوں۝ پس پھسلا دیا (ابلیس نے) ان دونوں کو دھوکے سے، پھر جب انھوں نے اس درخت کو چکھ لیا تو ان کی شرم گاہیں ایک دوسرے پر ظاہر ہو گئیں اور وہ جنت کے پتے اپنی شرم گاہوں پر چپکانے لگے، اس وقت ان کے پروردگار نے انھیں پکارا" کیا میں نے تمھیں اس درخت سے روکا نہ تھا اور یہ نہ کہا تھا کہ شیطان تمھارا کھلا دشمن ہے"۝ وہ دونوں کہنے لگے اے ہمارے رب! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اگر تو نے ہمیں معاف نہ کیا اور ہم پر رحم نہ کیا تو ہم بہت نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے۝ اللہ نے فرمایا: تم سب (جنت سے) نکل جاؤ تم ایک دوسرے کے دشمن ہو اب تمھارے لیے زمین میں جائے قرار اور ایک مدت تک سامان گذران ہے۝ نیز فرمایا: اسی زمین میں تم زندگی بسر کرو گے اسی میں مرو گے اور اسی سے (پھر دوبارہ) نکالے جاؤ گے۝

مشکل الفاظ کے معانی:

أسكُنْ	تو ٹھہر، سکونت کر
لِيُبْدِيَ	تاکہ وہ کھول دے
وٗرِيَ	چھپایا گیا
سَوْاٰتِهِمَا	شرمگاہیں
ذَاقَا	ان دونوں نے چکھ لیا
بَدَتْ	ظاہر ہو گئی
وَطَفِقَا	اور وہ شروع ہوئے
يَخْصِفٰنِ	وہ دونوں چپکانے لگے
اِهْبِطُوْا	تم اُتر جاؤ
مُسْتَقَرٌّ	ٹھکانہ — حِيْنٍ مدت

ماقبل سے مناسبت:

سابقہ آیات میں انسان کی تخلیق اور شیطان کی دشمنی کا تذکرہ تھا

اوران آیات میں انسانوں کی رہنمائی اور انھیں نصیحت کرتے ہوئے بتایا گیا ہے کہ ابلیس نے اپنی دشمنی کو عملی جامہ کس طرح پہنایا تھا۔

التوضیح:

وَيٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ۝ اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو اپنے دربار سے نکالنے کے بعد سیدنا آدم علیہ السلام اور سیدہ حوا کو جنت میں ٹھہرنے کا حکم دیا اور انھیں سوائے ایک درخت کے تمام پھلوں کو کھانے کی اجازت بھی دی گئی، حقیقت میں ایک درخت کے قریب جانے کی ممانعت بھی ان کے لیے آزمائش تھی اور اس میں ان کی تربیت کرنی مقصود تھی تا کہ دنیا میں آنے والی آزمائشوں پر وہ پورا اتر سکیں اور انھیں حدود کے اندر رہنے، شیطانی چالوں سے بچنے، اس کی عداوت کو ہمیشہ یاد رکھنے کا سبق سکھلایا جا سکے، اس کے ساتھ یہ بھی باور کرانا تھا کہ شیطان کا حملہ شہوات کی راہ سے ہونے والا ہے اور اس میں کامیابی ان کو خواہشات پر قابو پانے سے ہی مل سکتی ہے۔

یادرکھیں انسان اور حیوان میں یہی چیز (شہوات پر قابو پانا) حد فاصل ہے، اسی لیے ان کو ایک درخت کے قریب نہ جانے کا حکم دیا گیا تا کہ یہ اپنی خواہشات پر قابو پا کر شیطانی چالوں کو ناکام بنا دیں، اس کے ساتھ ہی انھیں شیطانی چالوں کے ترک نہ کرنے پر وعید سنائی گئی۔ جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے: فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ۝

فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطٰنُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وٗرِيَ عَنْهُمَا مِنْ سَوْاٰتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهٰىكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ۝

ابلیس کی دشمنی:

سیدنا آدم علیہ السلام کے جنت میں اترنے کے ساتھ ہی ابلیس کو (سیدنا آدمؑ سے) دشمنی کے پورا کرنے کا موقع مل گیا لہٰذا اُس نے ان کو اس چیز پر اکساتے ہوئے کہا: تمھیں اللہ تعالیٰ نے اس درخت سے صرف اسی لیے منع کیا کہ کہیں تم فرشتے نہ بن جاؤ کیونکہ فرشتے ہمیشہ جنت میں رہیں گے اگر تم اس درخت کو کھا لو تو تم بھی ہمیشہ جنت میں رہو گے اور تم فرشتے بن جاؤ گے۔ جیسا کہ دوسرے مقام پہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ابلیس آدمؑ سے کہنے لگا:

قَالَ يٰٓاٰدَمُ هَلْ اَدُلُّكَ عَلٰى شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلٰى۝

''اے آدمؑ! بھلا تم کو میں (ایسا) درخت بتاؤں (جو) ہمیشہ کی زندگی کا (ثمرہ دے) اور (ایسی) بادشاہت کہ کبھی زائل نہ ہو'' (طٰہٰ:120)

ابلیس اپنے اس وار میں کامیاب ہوا وہ آدم علیہ السلام سے اپنی ذلت کا بدلہ لینا چاہتا تھا حالانکہ اللہ تعالیٰ آدمؑ کو اس کے متعلق بتا چکے تھے کہ یہ تمھارا دشمن ہے اس کی بات ماننے سے تمھارا نقصان ہوگا۔

وَقَاسَمَهُمَآ اِنِّيْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ۝

شیطان نے سیدنا آدم علیہ السلام اور سیدہ حواؑ پر بڑی ہوشیاری سے حملہ کیا اور ان کو یقین دلانے کے لیے قسمیں اُٹھائیں کہ میں تمھیں اچھی بات کہنے والا ہوں اور اس کو ماننے میں تمھارا ہی فائدہ ہے، کیونکہ انسان بنیادی طور پر سادہ اور قسم پر جلدی یقین کرنے والا ہے اسی لیے آدمؑ نے فرشتے بننے اور دنیا میں ہمیشہ رہنے کی خواہش کو سادہ دلی سے قبول کر لیا، یہی وجہ ہے کہ شیطان ہمیشہ اپنی باریک اور خوفناک چالوں سے انسان کو گمراہ کرتے ہوئے اس کا مذاق اُڑاتا ہے کہ اس کی عمر بہت لمبی ہے وہ کبھی نہیں مرے گا یا مرنے کے بعد اس سے اس زندگی کا حساب کتاب نہیں ہوگا اور انسان بھی طبعی طور پر اپنی زندگی لمبی آخرت میں حساب کتاب سے چھٹکارا اور اسے لامحدود اختیارات کے مل جانے کی خواہش کرتا ہے۔

فَدَلّٰىهُمَا بِغُرُوْرٍ ، سیدنا آدمؑ اور سیدہ حواؑ نے ابلیس کی باتوں میں آ کر اللہ کی نافرمانی کرتے ہوئے ممنوع پھل کو کھا لیا، اس نافرمانی کی بنا پر ان کے جسم بے لباس ہو گئے اور وہ جنت کے درختوں کے پتے اپنے جسموں پر چپکانے لگے کیونکہ انسان میں فطری طور پر حیا موجود ہوتی ہے جس کی بنا پر ایک دوسرے کو حتیٰ کہ خود کو بھی عریاں پسند نہیں کرتا اور جس میں یہ حیا موجود نہ ہو وہ انتہائی پست اور کمینہ انسان گردانا جاتا ہے اسی لیے آدمؑ اپنے وجود کو پتوں سے ڈھانپنے لگے۔

سیدنا آدمؑ اور ان کا بے لباس ہونا:

سیدنا اُبَی بن کعبؓ سے مروی ہے کہ آدم علیہ السلام لمبے قد کے تھے جس طرح کہ کھجور کا تن آور درخت ہوں، آپ کے بال گھنے تھے آپ کی غلطی کے سبب آپ کے ستر کی پوشیدہ چیز جسے وہ پہلے نہیں دیکھتے تھے ظاہر ہوگئی، آپ جنت سے بھاگنے لگے تو جنت کے ایک درخت نے آپ کو سر سے پکڑ کر روک لیا، آپ نے کہا: مجھے چھوڑ دو تو اُس نے چھوڑنے سے انکار کر دیا، تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے آدمؑ! تم مجھ سے بھاگتے ہو؟ عرض کیا: اے اللہ! میں تجھ سے حیا چاہتا ہوں۔ (الطبری ج 8 ص 187)

یہ روایت متعدد اسناد سے مروی ہے، اس کی بعض سندیں مرفوع ہیں لیکن اس روایت کا موقوف ہونا ہی زیادہ صحیح ہے۔ (الطبری ج 8 ص 187) سیدنا آدمؑ نے جن پتوں سے اپنے ستر کو ڈھانپا تھا بعض روایات میں انھیں انجیر کے پتے کہا گیا ہے۔ (الطبری ج 8 ص 188)

فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ۭ وَنَادٰىهُمَا رَبُّهُمَآ اَلَمْ اَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَاَقُلْ لَّكُمَآ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝ الخ کی اس حالت پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا میں نے تمھیں ایک درخت کے کھانے سے روکا نہ تھا؟ اور کیا میں نے ابلیس کی دشمنی کو تم پر واضح نہیں کیا تھا کہ اس کی بات کو نہ ماننا یہ بہت بڑا دھوکے باز ہے، اس نے تمھیں اپنے جال میں پھنسا کر اطاعت الٰہی کے بلند مقام سے معصیت کے پست مقام پر گرا دیا۔

قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا ۫ وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝

اللہ تعالیٰ کا عتاب سن کر آدمؑ اور حواؑ سخت نادم ہوئے اور اپنی غلطی کا احساس کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے سامنے اس کا اعتراف کرنے لگے، آدمؑ کے اس اعتراف گناہ سے ایک ایسی چیز سامنے آئی جس سے ابلیس محروم تھا اور فرشتے پاک ہونے کی وجہ سے اس سے مبراء تھے وہ حقیقت اعتراف گناہ کرتے ہوئے اس پر ندامت تھی۔

انسان سے غلطی سرزد ہو جاتی ہے وہ اس کے سرزد ہو جانے کے بعد احساس ندامت کے ساتھ اعتراف کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی رحمت اور مغفرت کو طلب کرتا ہے حتیٰ کہ وہ ان چیزوں کا مستحق ٹھہرتا ہے، جبکہ ابلیس تکبر اور حسد کی بنا پر اس چیز سے محروم ہے۔ اسی لیے آدم علیہ السلام نے التجا کرتے ہوئے کہا تھا: اے ہمارے رب! ہم نے اپنے آپ پر ظلم کیا، اگر تو نے ہمیں نہ بخشا اور ہم پر رحم نہ کیا تو یقیناً ہم خسارہ پانے والوں میں سے ہیں اور وہ (آدمؑ اور حواؑ) اللہ تعالیٰ سے یہ کلمات سیکھ کر اس کی رحمت اور مغفرت کے مستحق ٹھہرے۔

قَالَ اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ سیدنا آدم علیہ السلام کی عاجزی و انکساری اور توبہ و استغفار کی بدولت اللہ تعالیٰ نے انھیں معاف تو فرما دیا لیکن حکم ملا کہ تم اب زمین پر رہو، بعض علماء کے نزدیک یہاں خطاب آدمؑ، حواؑ، ابلیس اور سانپ سے تھا لیکن بعض نے سانپ کا ذکر نہیں کیا۔ (الطبری ج 8 ص 190)

سورۂ طٰہٰ میں فرمایا: اِهْبِطَا مِنْهَا جَمِيْعًا ''تم دونوں یہاں سے اتر جاؤ'' تو یہاں دونوں سے مراد سیدنا آدمؑ اور ابلیس لعین ہے کیونکہ سیدہ حواؑ سیدنا آدمؑ کے تابع تھیں اس لیے ان کا علیحدہ سے ذکر نہیں کیا گیا۔

وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ

تمھارے لیے ایک وقت تک زمین ٹھکانا اور (دنیاوی لذتوں کا) فائدہ ہے، زمین تمھارے لیے رہنے اور زندگی گزارنے کی جگہ ہے اور عنقریب ایک وقت آنے والا ہے کہ جس زمین پر تم نے زندگی بسر کی یہی زمین تمھیں اپنی آغوش میں لے لے گی اور پھر روز قیامت تک زندگی میں کیے اعمال کے حساب و کتاب کے لیے تمھیں اپنے خالق کے روبرو پیش ہونا ہوگا۔ اسی لیے فرمایا: قَالَ فِيْهَا تَحْيَوْنَ وَفِيْهَا تَمُوْتُوْنَ وَمِنْهَا تُخْرَجُوْنَ۔

ایک دوسرے مقام پر فرمایا: فِيْهَا تَحْيَوْنَ وَفِيْهَا تَمُوْتُوْنَ وَمِنْهَا تُخْرَجُوْنَ ۝ ''اسی زمین سے ہم نے تم کو پیدا کیا اور اسی میں تمھیں لوٹائیں گے اور اسی سے تم کو دوسری مرتبہ باہر نکالیں گے'' (طٰہٰ: 55)

(بقیہ ص: 5)

زکوٰۃ کے مسائل وفوائد

میاں محمد جمیل کنوینر تحریک دعوت توحید پاکستان

نبی کریم ﷺ کا معاشی پروگرام:

عقائد ونظریات کی تبدیلی کے ساتھ مکی دور میں نبی اکرم ﷺ کے پروگرام میں یہ بات شامل تھی کہ لوگوں کے معاشی حالات بھی درست ہونے چاہئیں۔ آپ ﷺ کے سامنے معاشیات کی درستگی کا واضح نقشہ موجود تھا جس کی روشن مثال ابتدائی ایام کے حوالے سے ہم حدیث کی اعلیٰ ترین کتاب بخاری شریف سے پیش کرنا چاہیں گے تاکہ اندازہ ہو سکے کہ آپ ﷺ کس اعتماد کے ساتھ معیشت کی بحالی، مستقبل کے آئینے میں دیکھ رہے تھے۔

حاتم طائی کے صاحبزادے عدی ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے ان کا بیان ہے: میں آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر تھا، دو آدمی آپ ﷺ کے سامنے یکے بعد دیگرے معاشی بدحالی اور بدامنی کے بارے میں شکایت کرتے ہیں۔ پہلے نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ معاشی حالات اس قدر ناہموار ہو چکے ہیں کہ تن ڈھانپنے کے لیے کپڑا اور پیٹ بھرنے کے لیے چند لقمے بھی میسر نہیں جبکہ دوسرا امن وامان کی شکایت کرتے ہوئے عرض کرتا ہے: راستے کٹ چکے آپ ﷺ بیت اللہ کے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے تھے شکایت سنتے ہی سیدھے بیٹھتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

قَالَ سَمِعْتُ عَدِيَّ بْنَ حَاتِمٍ يَقُوْلُ كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَجَاءَهُ رَجُلَانِ اَحَدُهُمَا يَشْكُوْ الْعَيْلَةَ وَالْاٰخَرُ يَشْكُوْ قَطْعَ السَّبِيْلِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَّا قَطْعُ السَّبِيْلِ فَاِنَّهُ لَا يَاْتِيْ عَلَيْكَ اِلَّا قَلِيْلٌ حَتّٰى تَخْرُجَ الْعِيْرُ اِلٰى مَكَّةَ بِغَيْرِ خَفِيْرٍ وَاَمَّا الْعَيْلَةُ فَاِنَّ السَّاعَةَ لَا تَقُوْمُ حَتّٰى يَطُوْفَ اَحَدُكُمْ بِصَدَقَتِهٖ لَا يَجِدُ مَنْ يَّقْبَلُهَا مِنْهُ ''عدی بن حاتم'' بیان کرتے ہیں: میں نبی ﷺ کے پاس موجود تھا، آپ کی خدمت میں دو آدمی حاضر ہوئے ان میں سے ایک معاشی بدحالی اور دوسرا بدامنی کی شکایت کر رہا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ جو بدامنی ہے عنقریب وقت آنے والا ہے کہ ایک قافلہ مکہ کی طرف بغیر محافظ رستے کے آئے گا جہاں تک معاشی بدحالی کا معاملہ ہے تو قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک تم اپنے صدقے لوگوں کے سامنے پیش کروگے اور اسے کوئی قبول کرنے والا نہیں ہوگا۔ (رواہ البخاری کتاب الزکوٰۃ)

زکوٰۃ کی تقسیم کا شرعی طریقہ:

اسلام سے قبل حاکموں، بادشاہوں اور سرداروں کا اصول یہ تھا کہ وہ لوگوں کی آمدنی سے دسواں حصہ وصول کرتے اور اپنی شان وشوکت اور عظمت واقتدار پر خرچ کرتے اس طرح غریبوں، کسانوں اور مزدوروں کی کمائی حاکموں کی ذات، خاندان اور ان کے للّے تللّوں پر خرچ ہو جاتی۔ اسلام نے ان کی اجارہ داری کو دو طرح ختم کیا ایک تو دس فیصد کی بجائے زکوٰۃ کی صورت میں چالیسواں حصہ مقرر کرتے ہوئے اس کو صرف غربا اور مساکین کا حق قرار دیا اور اس میں امیروں کے لیے ایک پیسہ کی بھی گنجائش نہیں چھوڑی پھر اس میں یہ اصلاح بھی فرمائی کہ علاقے کی زکوٰۃ کے حقدار پہلے وہاں کے رہنے والے غریبوں اور مستحقین کو ٹھہرایا۔ آپ ﷺ نے معاذؓ کو یمن کا عامل بنایا تو یہی حکم دیا تھا کہ وہاں کے اغنیاء سے زکوٰۃ وصول کر کے انہی کے غرباء میں تقسیم کر دینا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ مُعَاذًا رضی اللہ عنہ اِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ فَاَعْلِمْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً فِيْ اَمْوَالِهِمْ تُؤْخَذُ مِنْ اَغْنِيَائِهِمْ وَتُرَدُّ عَلٰى فُقَرَائِهِمْ ''حضرت عبداللہ بن عباسؓ'' سے

روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت معاذ ؓ کو یمن بھیجا تو ارشاد فرمایا: لوگوں کو بتانا ان پر اللہ تعالیٰ نے زکوۃ فرض کی ہے جو ان کے مال داروں سے لے کر ان کے فقراء کو دی جائے گی۔" (رواہ البخاری: باب وجوب الزکاۃ)

سیدنا عمر ؓ نے اپنی وصیت میں یہ بات بھی فرمائی تھی: دیہاتیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا، ان کے دولت مندوں سے زکوۃ لے کر انھی کے مساکین میں تقسیم کرنا، اگر کسی علاقے کی زکوۃ زائد ہو یا ایک علاقے کے لوگوں سے دوسری جگہ کے لوگ زیادہ مستحق ہوں یا کوئی دینی، رفاہی ادارہ اور مستحق رشتہ دار دور ہوں تو زکوۃ کا کچھ حصہ وہاں خرچ کرنا بالاتفاق جائز ہے، لیکن علاقے کے دینی اداروں، غرباء اور حق داروں کا حق بہر صورت فائق رہے گا، ان کو محروم کر کے ساری زکوۃ دوسری جگہ دینا اللہ کے رسول کی واضح طور پر نافرمانی ہے۔ اموی دور میں عمران بن حصین ؓ کو زکوۃ کی وصولی کے لیے بھیجا گیا تو واپسی پر ان سے مال کا سوال کیا گیا تو انھوں نے خلیفہ وقت کو اس طرح جواب دیا: عَنْ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ ؓ اُسْتُعْمِلَ عَلَى الصَّدَقَةِ فَلَمَّا رَجَعَ قِيلَ لَهُ أَيْنَ الْمَالُ، قَالَ وَلِلْمَالِ أَرْسَلْتَنِي، أَخَذْنَاهُ مِنْ حَيْثُ كُنَّا نَأْخُذُهُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَوَضَعْنَاهُ حَيْثُ كُنَّا نَضَعُهُ "سیدنا عمران بن حصین ؓ سے بیان کرتے ہیں: انھیں زکوۃ کا تحصیل دار مقرر کیا گیا، وہ واپس تشریف لائے تو ان سے پوچھا گیا کہ مال کہاں ہے؟ انھوں نے کہا کیا آپ نے مجھے مال لانے کے لیے بھیجا تھا؟ ہم عہد رسالت میں جہاں سے مال لیتے تھے وہیں بانٹ دیا کرتے تھے لہٰذا میں نے اسی علاقے میں تقسیم کر دیا ہے" (رواہ ابن ماجہ: باب الصدقۃ)

(۱) سالانہ حساب وکتاب کا اہتمام:

اسلام بے خبری، بدنظمی اور دنیا سے عدم دلچسپی کا نام نہیں وہ تو باخبر رہنے، منظم اور اپنی ذمہ داریوں کے حوالے سے معاملات میں گہری دلچسپی لینے کی تعلیم دیتا ہے یہ ذمہ داریاں دین کے حوالے سے ہوں یا دنیاوی امور کے متعلق، شریعت کا مقصد یہ ہے کہ آنکھیں کھول کر اپنی ذمہ داریوں کو پہچانتے ہوئے انھیں نبھانے کی کوشش کرو، خاص کر کاروبار کا تقاضا ہے کہ اس پر پوری محنت اور توجہ مبذول کی جائے۔ سستی اور عدم دلچسپی سے خسارہ ہی نہیں اکثر اوقات اصل سرمایہ بھی ضائع ہو جاتا ہے۔

زکوۃ میں کاروباری حکمت یہ ہے کہ مسلمان زکوۃ کے حوالے سے ہر سال حساب وکتاب کریں کہ انھیں انفرادی، ملکی اور بین الاقوامی سطح پر پتہ چل سکے ان کی معیشت کس سطح پر قائم ہے تاکہ سال میں انھوں نے کیا کھویا اور کیا پایا کا اندازہ ہو سکے۔

(۲) ارتکاز دولت کا خاتمہ:

نظام معیشت کو ناہمواری کے ناسور سے محفوظ رکھنے اور ارتکاز دولت کے مستقل علاج کے لیے اسلامی قانون معیشت سے زیادہ کوئی نظام کامیاب نہیں ہو سکتا۔ صدقہ و زکوۃ اور وراثت کی تقسیم سے تدریجاً جاگیرداری نظام کا خاتمہ، دولت کی منصفانہ تقسیم کا جامع اور مستقل نظام جاری کیا گیا ہے تاکہ دولت چند لوگوں کے ہاتھوں جمع نہ ہو سکے اس نظام کے ذریعے غریب کو غریب تر ہونے سے بچایا جا سکے، اس طرح غریب کی بنیادی ضرورتیں پوری کرنے کا اہتمام کرتے ہوئے ارتکاز دولت کا علاج کیا گیا ہے۔

(۳) تزکیہ اور برکات:

نبوت کے بنیادی عناصر اور اجزا میں ایک اہم ترین جز و یہ ہے، ہر اعتبار سے فرد، معاشرے اور تمام شعبہ ہائے زندگی کا تزکیہ کیا جائے، معاشیات کا تزکیہ یہ ہے کہ اسے رزق حلال کے اصولوں پر استوار رکھتے ہوئے صدقہ و خیرات اور سال بھر کی جمع شدہ رقم میں با قاعدہ زکوۃ کی ادائیگی کا التزام کیا جائے۔ اس سے مال دار کا مال پاک اور معاشرے کو غربت سے نجات، ضمیر کا تزکیہ، دل کو تسکین اور لذت محسوس ہوتی ہے، اس طرح آدمی بخل اور دولت کے تکبر و غرور سے پاک ہو جاتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَسَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَى ۝ الَّذِي يُؤْتِي مَالَهُ يَتَزَكَّى ۝ وَمَا لِأَحَدٍ عِنْدَهُ مِنْ نِعْمَةٍ تُجْزَى ۝ إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْأَعْلَى ۝ وَلَسَوْفَ يَرْضَى ۝ "وہ نہایت پرہیزگار ہے جو پاکیزہ ہونے کی خاطر اپنا مال دیتا ہے، اس پر کسی کا کوئی احسان نہیں ہے جس کا

بدلہ اسے دینا ہو وہ تو صرف اپنے رب کی رضا جوئی کے لیے کام کرتا ہے اور ضرور وہ اس سے خوش ہوگا" تزکیے سے ساتھ ہی مال میں برکت پیدا ہوتی ہے کیونکہ لفظ زکوۃ کا معنی پاکیزگی اور اضافہ کے ہیں۔ (الّیل: 17 تا 21)

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَانَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِنْ مَالٍ "سیدنا ابو ہریرہؓ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: صدقہ دینے سے مال میں کمی نہیں ہوتی۔"

(رواہ مسلم: باب الصدقۃ)

(۴) غربت کا تدارک:

دین دار طبقے کی اکثریت نے غربت کو اللہ تعالیٰ کی تقدیر سمجھ کر قبول کر رکھا ہے۔ اس کے برعکس سوچنا وہ خدائی تعلیم کے خلاف سمجھتے ہیں جبکہ اس کے تدارک کی کوشش نہ کرنا پرلے درجے کی جہالت اور غریب کو اس کے حال پر چھوڑ دینے کے مترادف ہے۔

آپ ﷺ نے غریب کو کلہاڑا خرید کر جنگل سے لکڑیاں لاکر شہر میں فروخت کرنے کا حکم دیا، گویا غربت کے خلاف بھرپور طریقہ سے کوشش کرکے اپنے حالات کو بدلنے کی تلقین ہے اور جو لوگ کوشش کے باوجود یا گردش ایام کی وجہ سے پسماندگی کا شکار ہوتے ہیں ان کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے اسلام نے امیروں کی دولت میں ایک مخصوص حصہ مقرر کرکے اس کو غربا کا حق قرار دیتے ہوئے اس کو اسلام کے بنیادی ارکان میں شمار کیا ہے۔

(۵) باہمی محبتوں کا فروغ:

دکھی اور حاجت مندوں کے ساتھ میٹھے بول ہی نہیں اسلام عملی ہمدردی کے لیے مستقل منصوبہ پیش کرتا ہے۔ میٹھی گفتگو غریب کے لیے وقتی طور پر تسکین کا باعث تو ہے لیکن اس کی ضروریات اس سے پوری نہیں ہو سکتیں اگر آپ وسائل ہوتے ہوئے بھی اس کی مدد نہیں کریں گے تو آپ کی پارسائی اسے زیادہ دیر متاثر نہیں رکھ سکتی۔ آہستہ آہستہ اس کا دل آپ سے دور ہوتا جائے گا، دلوں کی نفرت ہی باہمی رنجشوں اور معاشرے کی توڑ پھوڑ کا باعث ہوا کرتی ہے اس لیے آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ جس شخص کا پڑوسی بھوکا سویا ہے اور دوسرے نے علم اور وسائل ہوتے ہوئے اسے کھانا نہیں کھلایا تو اس کا اللہ اور آخرت پر ایمان نہیں سمجھا جائے گا، اس اعتبار سے زکوۃ و صدقات باہمی محبتوں کے فروغ کا موثر ترین ذریعہ اور ہمدردی کا سرچشمہ ہیں۔

(۶) مصائب سے نجات:

صدقہ وخیرات کے بارے میں نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: اس سے مصائب و آلام سے نجات ملتی ہے۔ اس لیے مخیر حضرات کے تعاون کی وجہ سے غریبوں، معذوروں، بیماروں اور مجبور لوگوں کو مالی، جسمانی، روحانی اور دیگر مشکلات سے نجات ملتی ہے اس کے بدلے اللہ تعالیٰ مخیر لوگوں کی بھی مشکلات آسان فرما دیتے ہیں۔ ہمارے ہاں کئی صاحب ثروت حضرات اس ارشاد کی روشنی میں عام صدقہ وخیرات تو کرتے ہیں لیکن باقاعدہ حساب وکتاب سے زکوۃ ادا نہیں کرتے۔

بلاشبہ انہیں عام صدقات کا فائدہ پہنچتا ہے لیکن فرض کی عدم ادائیگی کی وجہ سے وہ اللہ کے نافرمان اور اس کے حقیقی اور دائمی فضل وکرم سے محروم رہتے ہیں جو زکوۃ کی ادائیگی سے ان کے نصیب میں ہونا چاہیے تھا۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کے عائد کردہ فرائض کے بعد ہی نفلی عبادات کا ثواب ملتا ہے اس لیے زکوۃ کی ادائیگی سے بے شمار مالی، روحانی اور جسمانی پریشانیوں سے نجات ملتی ہے۔

نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: اِنَّ الصَّدَقَةَ لَتُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ وَتَدْفَعُ مِيْتَةَ السُّوْءِ "صدقہ اللہ تعالیٰ کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے اور بری موت سے بچاتا ہے" (مشکوۃ: باب فضل الصدقۃ)

(۷) عملی شکریہ:

اللہ تعالیٰ انسان کو بے شمار نعمتوں اور ان گنت انعام و اکرام سے نوازتا ہے اس کا شکر انتہائی ضروری ہے۔ جس طرح نعمتیں مختلف شکلوں میں ہیں اسی طرح ان کے شکرانے کی بھی مختلف صورتیں مقرر فرمائیں۔ جسم اور اس کی توانائی کا شکرانہ نماز روزے کی صورت میں جب کہ سیم و زر کے شکر کے لیے قربانی، حج اور زکوۃ و صدقات کی ادائیگی کا حکم دیا گیا ہے۔ اپنے

مال میں سے سال کے بعد ایک متعین حصہ اللہ کی رضا کے لیے نکالنا زکوٰۃ کہلاتا ہے اور یہ مال کا عملاً شکریہ ادا کرنا ہے، جس کا انعام یہ ہے: لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ "اگر تم شکر کا رویہ اپناؤ گے تو مزید عنایت پاؤ گے۔" (ابراہیم:7۔)

زکوٰۃ کا معنی بھی اسی ارشاد کے تابع ہے کیونکہ لفظ زکوٰۃ کا معنی مال میں اضافہ اور دوسرا مفہوم مال وجان میں تزکیہ کا ترجمان ہے۔ أَنْفِقْ يَا ابْنَ آدَمَ أُنْفِقْ عَلَيْكَ "اے ابن آدم! تم دوسروں پر خرچ کرو میں تجھ پر خرچ کروں گا۔" (رواہ مسلم: باب النفقة)

(۸) خدائی انشورنس:

طبع انسانی میں یہ بات ہمیشہ موجود رہتی ہے کہ اسے آنے والے کل کے لیے کچھ جمع کرنا چاہیے۔ کیونکہ آج وہ صحت مند اور بارو زگار ہے نامعلوم آنے والے وقت میں اس کے ساتھ کیا حادثہ پیش آ جائے اس فکر کی بنا پر آدمی کچھ نہ کچھ بچا کر رکھنے کا عادی ہے تا کہ کل خود اور اس کے اہل وعیال مستفید ہو سکیں۔ اس طرح کی انشورنس کے لیے دنیا میں بے شمار سکیمیں جاری ہیں۔ مسلمان کا جب یہ عقیدہ ہے کہ یہ دنیا عارضی ہے اور موت کے بعد لامحدود زندگی کا آغاز ہونے والا ہے اور اس کا انحصار اعمال کے نتائج پر ہوگا تو صحیح فہم وفراست کا تقاضا ہے کہ آدمی اُس جہاں کے لیے ضرور اہتمام کرے جس کی کوئی انتہا نہیں، اسی انشورنس کی بنیاد پر ہی اسے آخرت کی مراعات میسر ہوں گی گویا صدقہ وخیرات آدمی کے لیے خدائی انشورنس کی حیثیت رکھتے ہیں اس انشورنس کی گارنٹی اللہ نے عطا فرمائی

(۹) اُمت کا بیت المال:

امام کائنات ﷺ فرماتے ہیں: اَلزَّكٰوةُ قَنْطَرَةُ الْإِسْلَامِ "زکوٰۃ اسلام کا خزانہ ہے۔" (مشکوٰۃ: باب الزکوٰۃ)

اسلام نے فرد کو ذاتی اور انفرادی آزادی دیتے ہوئے اجتماعی زندگی کا حکم دیا ہے کیونکہ انفرادی کوششیں کتنی ہی موثر اور ثمر آور ہوں وہ اجتماعی جدوجہد اوران کے نتائج کے برابر نہیں ہو سکتیں۔ انفرادی معاملات شخصی کاوش سے حل ہو سکتے ہیں لیکن اجتماعی مسائل کا حل فرد کے بس کا روگ قرار نہیں دیا جا سکتا۔ بالخصوص اجتماعی مالی مشکلات اگر ان کا حل اپنے اپنے انداز سے کرنے کی کوشش ہوگی تو نہ صرف مسائل پر قابو نہیں پایا جا سکے گا بلکہ اس صورت سے معاشرے میں گداگری میں اضافہ ہوتا چلا جائے گا۔

پریس ریلیز

مساجد مسلمانوں کی انفرادی واجتماعی زندگی کا محور ہیں جہاں ہماری مذہبی، اخلاقی، اصلاحی، تعلیمی وتمدنی، ثقافتی وتہذیبی سیاسی اور اجتماعی امور کی رہنمائی ہوتی ہے۔ اسلام کے مثالی دور میں مسجد ہی عدل وانصاف کا مرکز تھی۔ رسول اللہ ﷺ خلفائے راشدین سمیت صحابہ کرامؓ کے تمام تر معاملات مسجد ہی میں بیٹھ کر سرانجام دیتے تھے۔

ان خیالات کا اظہار جماعت اہلحدیث پاکستان کے امیر حافظ عبدالغفار روپڑی نے گذشتہ روز جی ٹی روڈ مناواں لاہور میں جامع مسجد تقویٰ کا افتتاح کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے اس موقع پر مسجد کے سرپرست حاجی نذیر احمد کو مبارکباد بھی پیش کی۔ تقریب کے شرکاء سے خطاب کرتے ہوئے کہا: جب تک مسجد کا مقام باقی رہا امت اسلمہ امت واحدہ کی حیثیت سے اپنا فریضہ احسن انداز سے سرانجام دیتی رہی۔

آج مسجدوں سے رشتہ کمزور ہونے کی وجہ سے مسلمان دنیا بھر میں دباؤ اور پریشانی کا شکار ہیں۔ انھوں نے کہا: اگر مساجد کے اس انقلابی تصور کو اس کی صحیح روح کے ساتھ اختیار کیا جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ مسلمان اپنی کھوئی ہوئی عظمت، مقام اور قیادت کو دوبارہ حاصل نہ کر سکیں۔ اس درسگاہ کو اگر صحیح طور پر استعمال کیا جائے تو ایک غیر محسوس انقلاب کے ذریعے امت مسلمہ کے جسم میں نئی زندگی کی لہر دوڑ سکتی ہے۔ اس موقع پر حافظ عبدالوحید شاہد روپڑی امیر جماعت اہلحدیث پنجاب، مولانا شکیل الرحمن ناصر سیکرٹری اطلاعات جماعت اہلحدیث پاکستان، مولانا شاہد محمود جانباز امیر جماعت اہلحدیث لاہور سمیت جماعت کے دیگر ذمہ داران نے بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

(منجانب: شعبہ نشرواشاعت جماعت اہلحدیث لاہور)

ماہ رمضان کو غنیمت جانئے!

قاری لیاقت علی باجوہ

رمضان المبارک ایک ایسا مہینہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیتا ہے۔ جہنم کے دروازے بند کردیتا ہے اور شیطان کو جکڑ دیتا ہے، تاکہ وہ اللہ کے نیک بندوں کو اس طرح گمراہ نہ کرسکے جس طرح عام دنوں میں کرتا ہے۔ ایسا مہینہ جس میں اللہ سب سے زیادہ اپنے بندوں کو جہنم سے آزادی کا انعام دیتا ہے جس میں خصوصی طور پر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی مغفرت کرتا اور ان کی توبہ اور دعائیں قبول کرتا ہے

ایسے عظیم الشان مہینے کا پانا یقینا اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ اس کی قدر و منزلت کا اندازہ آپ اس بات سے لگا سکتے ہیں کہ سلف صالحین رحمہم اللہ چھ ماہ تک یہ دعائیں کرتے تھے: یا اللہ ہمیں رمضان کا مہینہ نصیب فرما، پھر جب رمضان المبارک کا مہینہ گزر جاتا تو یہ دعا کرتے اے اللہ ہم نے اس مہینے میں جو عبادات کیں ہیں تو انہیں قبول فرما، اسلاف اس بات کو جانتے تھے کہ یہ مہینہ کس قدر اہم ہے۔

[لطائف المعارف ص:280]

ہمیں بھی اس مہینے کو غنیمت سمجھتے ہوئے اس کی برکات سے بھرپور فائدہ اٹھانا چاہیے، ایمان کا بھی تقاضا ہے۔ جب رمضان المبارک کا مہینہ شروع ہوتا تو رسول اکرم ﷺ صحابہ کرام ؓ کو اس کے آنے کی بشارت سناتے اور انہیں مبارکباد دیتے تھے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے رمضان المبارک کی آمد کی بشارت سناتے ہوئے فرمایا: تمہارے پاس ماہ رمضان آچکا جو کہ بابرکت مہینہ ہے، اللہ تعالیٰ نے تم پر اس کے روزے فرض کیے ہیں، اس میں جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، جہنم کے دروازے بند کردیے جاتے ہیں، سرکش شیطان جکڑ دیے جاتے ہیں اور اس مہینے میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے، جو شخص اس کی خیر سے محروم رہ گیا وہی دراصل محروم ہوتا ہے۔ [النسائی:2106 صحیح الجامع الصغیر للالبانی:55]

جہنم سے آزادی:

اس مبارک مہینے میں اللہ تعالیٰ اپنے بہت سارے بندوں کو جہنم سے آزادی نصیب کرتا ہے جیسا کہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ ہر افطاری کے وقت بہت سے لوگوں کو جہنم سے آزاد کرتا ہے اور ایسا ہر رات کرتا ہے۔ [ابن ماجہ 1643 صحیح الجامع الصغیر للالبانی:2170]

سیدنا ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ (رمضان المبارک میں) ہر دن ہر رات بہت سے لوگوں کو جہنم سے آزاد کرتا ہے اور ہر دن ہر رات مسلمان کی ایک دعا قبول کی جاتی ہے۔ [صحیح الترغیب والترہیب للالبانی:1002]

احادیث نبوی ﷺ کے پیش نظر ہمیں اللہ تعالیٰ سے خصوصی طور پر یہ دعا کرنی چاہیے کہ وہ ہمیں بھی اپنے ان خوش نصیب بندوں میں شامل فرمائے جنہیں وہ اس مہینے میں جہنم سے آزاد کرتا ہے کیونکہ یہی اصل کامیابی ہے۔

سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب ماہ رمضان کی پہلی رات آتی ہے تو شیاطین اور سرکش جنات کو جکڑ دیا جاتا ہے، جہنم کے دروازے بند کردیے جاتے ہیں اور اس کا کوئی دروازہ کھلا نہیں چھوڑا جاتا اور جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور اس کا کوئی دروازہ بند نہیں چھوڑا جاتا۔ ایک اعلان کرنے والا پکار کر

کہتا ہے: اے خیر کے طلبگار! آگے بڑھ اور اے شر کے طلبگار! اب تو رُک جا۔ [الترمذی وابن ماجه۔ صحیح الترغیب والترهیب للالبانی: 998]

ایک رات ہزار مہینوں سے بہتر:

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب ماہ رمضان شروع ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک یہ مہینہ تمہارے پاس آپہنچا ہے اس میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے اور جو شخص اس سے محروم ہو جاتا ہے وہ مکمل خیر سے محروم ہو جاتا ہے اور اس کی خیر سے تو کوئی حقیقی محروم ہی محروم رہ سکتا ہے۔ [ابن ماجہ: 1644]

رمضان میں عمرہ حج کے برابر:

سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک انصاری خاتون کو فرمایا: جب ماہ رمضان آجائے تو اس میں عمرہ کر لینا کیونکہ اس میں عمرہ حج کے برابر ہوتا ہے۔

[البخاری: 1782، مسلم: 1256]

ایک روایت میں اس حدیث کے یہ الفاظ ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا: ایک انصاری خاتون سے جسے ام سنان کہا جاتا تھا، تم نے حج کیوں نہیں کیا؟ تو اس نے سواری کے نہ ہونے کا عذر پیش کیا، اس پر رسول اللہ نے فرمایا: رمضان میں عمرہ کرنا میرے ساتھ حج کی قضا ہے۔

[البخاری: ۱۸۶۳، مسلم: ۱۲۵۶]

جو شخص میرے ساتھ حج نہ کر سکا وہ اگر رمضان میں عمرہ کرلے تو گویا اس نے میرے ساتھ حج کر لیا۔ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: جس نے حالت ایمان میں اللہ سے حصول ثواب کی نیت سے رمضان کے روزے رکھے اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔ [متفق علیہ]

اس کا مفہوم یہ ہے کہ وہ نیت صادقہ اور یقین کامل کے ساتھ، محض اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کے اجر و ثواب کو حاصل کرنے کی خاطر، دل کی خوشی کے ساتھ اور روزوں کو بوجھ سمجھ کر نہیں بلکہ رمضان المبارک کے ایام کو غنیمت تصور کرتے ہوئے روزے رکھے اگر وہ اس کیفیت کے ساتھ روزے رکھے گا تو اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔

روزے کا اجر صرف اللہ کو معلوم ہے:

سیدنا ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابن آدم کا ہر عمل کئی گنا تک بڑھ جاتا ہے، ایک نیکی دس نیکیوں کے برابر حتی کہ سات سو گنا تک بڑھا دی جاتی ہے۔ اللہ فرماتے ہیں: سوائے روزے کے جو صرف میرے لیے ہوتا ہے میں ہی اس کا بدلہ دوں گا کیونکہ وہ میری وجہ سے اپنی شہوت اور اپنے کھانے کو چھوڑتا ہے۔ [مسلم: ۱۱۵۱]

(سوائے روزے کے جو کہ صرف میرے لیے ہوتے ہیں) سے مراد یہ ہے کہ مومن کے باقی نیک اعمال مثلاً: نماز، صدقہ اور ذکر تو ظاہری ہوتے ہیں اور فرشتے انھیں نوٹ کر لیتے ہیں جبکہ روزہ ایسا عمل نہیں جو ظاہر ہو بلکہ صرف نیت کرنے سے ہی انسان روزے کی حالت میں چلا جاتا ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ روزہ صرف میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا اور شاید یہی وجہ ہے رسول اللہ ﷺ نے روزے کو بے مثال قرار دیا ہے۔

ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے کوئی حکم کریں جس پر میں عمل کروں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم روزہ رکھا کرو کیونکہ اس کے برابر کوئی عمل نہیں۔ [النسائی کتاب الصیام باب فضل الصیام: 2220، الالبانی فی الصحیحہ: 1937]

شہوت کو ختم کرنے، نفس امارہ اور شیطان کا مقابلہ کرنے اور اجر و ثواب میں روزے جیسا کوئی عمل نہیں، چونکہ روزے کا اجر و ثواب بہت زیادہ ہے اور اس کی مقدار کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے اس لیے روزہ دار جب قیامت کے روز اللہ سے ملے گا تو اللہ تعالیٰ روزے کا اجر و ثواب دے گا تو اسے انتہائی زیادہ خوشی ہوگی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: روزے دار کے لیے دو خوشیاں ہیں، ایک افطاری کے وقت اور دوسری اللہ سے ملاقات کے وقت۔ [البخاری: 1904-1151]

روزہ ڈھال ہے:

سیدنا ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: روزہ

ڈھال ہے تم میں سے کوئی شخص جب روزے کی حالت میں ہو تو وہ ناشائستہ بات نہ کرے اور لڑائی جھگڑے سے پرہیز کرے، اگر کوئی اسے گالی گلوچ کرے یا اس سے لڑائی کرے تو وہ کہے میں روزے دار ہوں۔

[البخاری:1904-1151]

روزہ ڈھال سے مراد یہ ہے کہ روزہ شہوت اور گناہ سے روکتا اور جہنم سے آزادی کا سبب بنتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد پاک ہے: روزہ جہنم کی آگ سے ڈھال ہے جیسا کہ تم میں سے کوئی شخص جنگ سے بچنے کے لیے ڈھال لیتا ہے۔ [النسائی:2231 ابن ماجہ:1639]

باب الریان:

جنت میں ایک دروازے کا نام باب الریان ہے یہ دروازہ صرف روزے دار کے لیے کھولا جائے گا۔ جیسا کہ سہل بن سعد رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک جنت میں ایک دروازہ ہے جسے باب الریان کہا جاتا ہے اس سے قیامت کے دن صرف روزے دار ہی داخل ہوں گے ان کے علاوہ کوئی اور اس دروازے سے داخل نہیں ہوگا اور پکار کر کہا جائے گا کہاں ہیں روزے دار؟ تو وہ کھڑے ہو جائیں گے اور ان کے علاوہ کوئی اور اس سے جنت میں داخل نہ ہوگا اور جب وہ سب کے سب جنت میں چلے جائیں گے تو اس دروازے کو بند کر دیا جائے گا۔

[البخاری:1896 مسلم:1152]

روزہ شفاعت کرے گا:

قیامت کے دن روزہ، روزہ دار کے حق میں شفاعت کرے گا اور اس کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: روزہ اور قرآن انسان کے حق میں روز قیامت شفاعت کریں گے، روزہ کہے گا: اے میرے رب! میں نے اسے کھانے پینے سے اور شہوت سے روکے رکھا۔ اس لیے تو اس کے حق میں میری شفاعت قبول کر لے اور قرآن کہے گا: میں نے اسے رات کو سونے سے روکے رکھا لہٰذا تو اس کے حق میری شفاعت قبول کر لے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: چنانچہ ان دونوں کی شفاعت قبول کر لی جائے گی۔ [رواه احمد والحاکم وغیرہما وصححہ الالبانی فی صحیح الترغیب والترہیب:984]

روزہ دار کے منہ کی بُو اللہ کے نزدیک کستوری سے بھی زیادہ اچھی ہے:

روزہ دار کے منہ کی بُو اللہ کے نزدیک کستوری سے بھی زیادہ عمدہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے روزے دار کے منہ کی بُو اللہ کے نزدیک کستوری سے بھی زیادہ اچھی ہے۔ [البخاری:1904 مسلم:1151]

روزہ جنت میں لے جانے والے اعمال میں سے ہے:

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک دیہاتی رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اس نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے کوئی ایسی چیز بتائیں جس پر میں عمل کروں تو جنت میں داخل ہو جاؤں تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تو اللہ کی عبادت کر اس کے ساتھ کسی کو شریک مت بنا فرض نماز قائم کر، فرض زکوٰۃ ادا کر اور رمضان کے روزے رکھ، یہ سن کر دیہاتی نے کہا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں ہمیشہ نہ اس سے زیادہ کروں گا اور نہ اس سے کم، پھر جب وہ چلا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو آدمی اہل جنت میں سے کسی شخص کو دیکھنا چاہتا ہو وہ اسے دیکھ لے۔ [البخاری کتاب الزکاۃ باب وجوب الزکاۃ:1397]

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ماہ رمضان المبارک میں روزے رکھنے اور زیادہ سے زیادہ عبادت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ کئی لوگوں نے پچھلے سال ماہ رمضان المبارک کے روزے رکھے تھے لیکن اب وہ اپنے رب کے پاس چلے گئے۔ ہو سکتا ہے کہ یہ رمضان ہماری زندگی کا آخری رمضان ہو اس لیے اس ماہ مبارک میں زیادہ سے زیادہ اپنے رب کو منالیں۔

□□□

روزوں کی فرضیت کے فوائد ومقاصد

مولانا عبداللطیف حلیم

قسط نمبر 2

فرمان جابرؓ:

سیدنا جابرؓ کا قول ہے: اذا صمت فلیصم سمعك وبصرك ولسانك عن الكذب والمحارم ودع أذى الجار وليكن عليك وقار وسكينة يوم صومك لا تجعل يوم صومك ويوم فطرك سواء. جب تو روزہ رکھے تو تیرے کان اور آنکھیں بھی روزے سے ہوں، زبان پر جھوٹ اور حرام باتیں نہ ہوں۔ پڑوسی کو تکلیف دینے سے رک جا، روزے کے دن تجھ پر وقار اور سکینت طاری ہو، یوم صوم اور یوم افطار کہیں ایک جیسے نہ ہو جائیں۔

شاید اسی لئے (واللہ اعلم) جہاں قرآن مجید نے صائم کو دن کے وقت کھانے پینے سے روکا ہے اس کے بالکل متصل لوگوں کے مال باطل طریقے سے کھانے کی حرمت کا تذکرہ بھی کیا ہے۔ یہ حرمت تو سال میں ہر وقت اور ہر جگہ برقرار رہتی ہے جبکہ کھانا پینا تو صرف حالت روزہ میں ہی منع ہے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے: جو شخص اللہ تعالیٰ کے حکم پر سر تسلیم خم کرتے ہوئے حالت روزہ میں کھانا اور پینا ترک کر دیتا ہے اُسے اللہ کے اس حکم پر بھی سر جھکا دینا چاہئے کہ وہ حرام مال کھانے سے اجتناب کرے جو کسی بھی وقت جائز نہیں۔ (لطائف المعارف)

تمام عبادات اللہ کے لئے ہیں مگر روزے خصوصاً اللہ اور بندے کے درمیان راز ہونے کی وجہ:

امام ماوردیؒ اس کی دو وجہیں بیان فرماتے ہیں: (1) روزہ نفس کو لذتوں اور شہوت سے روکتا ہے جبکہ دوسری تمام عبادات میں یہ رکاوٹ نہیں۔ (2) روزہ بندے اور اس کے رب کے درمیان ایک راز ہے جو صرف عالم الغیب ہی جانتا ہے اس لئے اسے اپنے ساتھ خاص کر لیا۔ بقیہ تمام عبادات میں ایک ظاہری پہلو ہوتا ہے جس کی بسا اوقات ریاکاری بھی ہو سکتی ہے۔ اس لیے روزہ اپنے غیر (عبادات) سے خاص ہے اور یہی بات امام قرطبی اور امام غزالی نے کہی ہے۔ [النکت والعیون للماوردی 335/1 الجامع لأحکام القرآن 184/2 احیاء علوم الدین 231/1]

آمد ماہ رمضان پر جنت کے دروازے کھولنے اور جہنم کے دروازے بند کرنے کی حکمت:

حافظ ابو عمر ابن عبدالبرؒ فرماتے ہیں: یقیناً اللہ تعالیٰ ماہ رمضان میں روزے داروں کے گناہوں سے تجاوز اور نیکیوں کو بڑھا تا ہے اس لیے ان سے جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں۔ روزہ ڈھال ہے اور یہ بندے کو آگ سے بچاتا ہے، جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اس لیے کہ ان کے اعمال کا تزکیہ اور انھیں درجہ قبولیت عطا کیا جاتا ہے (التمهید 152/2)

یوم شک کے روزے کی حرمت کی حکمت:

۱۔ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں: بیشک (روزہ رکھنے کا) حکم رؤیت کے ساتھ معلق ہے۔ جس نے ایک دن روزہ رکھنے میں تقدیم کی اس نے اس حکم میں عیب نکالنے کی حیلہ سازی کی، جبکہ اصل بنیاد رؤیت ہے۔ [فتح الباری 153/2]

۲۔ سنت کا اثبات اور بدعت کی مذمت:

عبادت وہی مشروع ہے جو شریعت نے مقرر کی ہے، زیادتی کرنے سے سنت ختم ہو جاتی ہے، ماہ رمضان سے ایک یا دو دن قبل اور اس کے ایک دن بعد بھی روزہ رکھنا حرام ٹھہرا اور ان کے درمیان یہ عمل واجب

ہے۔اس میں بندوں کے لیے امتحان وآزمائش ہے کہ وہ اطاعت واتباع میں کتنے مخلص ہیں۔

۳۔اہل کتاب کی مخالفت:

اہل کتاب کے روزے کے اوقات کو تبدیل کرنے کے بارے میں کوئی مرفوع یا موقوف حدیث ثابت نہیں البتہ سلف سے کچھ آثار منقول ہیں۔امام شعبی اور قتادہ وغیرہ اسے اللہ تعالیٰ کے قول: **کما کتب علی الذین من قبلکم** کی تفسیر منقول ہے۔یہاں تشبیہ (پہلے لوگوں پر روزہ فرض ہونے کی کیفیت) روزے کے وقت اور انداز تعداد کی طرف اشارہ کرتی ہے۔

امام مجاہدؒ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے ہر امت پر ماہ رمضان کے روزے فرض کیے، انھوں نے تیس دنوں سے ایک دن پہلے اور ایک دن بعد بھی روزہ رکھا پھر انھوں نے اس کی تعداد پچاس کردی۔[الجامع لأحکام القرآن للقرطبی 184/2] امام قرطبی امام شعبی سے نقل کرتے ہیں: اگر تو سنت کے مطابق روزہ رکھنا چاہتا ہے تو یوم شک کا روزہ نہ رکھنا کیونکہ اہل کتاب نے اس تعداد پر ایک ایک دن کا اضافہ کرکے پچاس دن بنالئے۔

[الجامع لأحکام القرآن للقرطبی 184/2]

حائضہ پر روزے کی قضا کی حکمت:

علامہ ابن قیمؒ فرماتے ہیں: حائضہ پر روزے کی قضا واجب ہے جبکہ نماز کی نہیں، یہ شریعت کی بدرجہ اتم خوبیوں، مصالح اور مکلفین کے فوائد کی رعایت کی وجہ سے ہے۔یقیناً حیض عبادت سے مانع ہے، شریعت نے حائضہ کو عبادت کا پابند نہیں کیا۔ایام طہر میں عورت کا نمازیں ادا کرنا اس کے ایام حیض سے اسے بے نیاز کردیتا ہے۔زمانہ طہر میں ہر روز نماز کو کئی بار (پانچ وقت) پڑھنا اس کے لئے نافع ہے۔روزے کی صورت اس سے مختلف ہے کیونکہ روزے تو سال بھر میں ایک مہینہ ہیں اگر روزے کو بھی اس سے ساقط کردیا جائے اور اس کی قضا بھی نہ دی جائے تو اس کی مصلحت فوت ہوجائے گی۔اس لئے اسے حالت طہر میں روزے کی قضا کا حکم دیا گیا ہے کہ وہ روزے کا نفع اور برکت حاصل کرلے، یہ اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں پر خاص رحمت اور اس کی شریعت کا احسان ہے۔

[اعلام الموقعین 60/2]

سابقہ امتوں پر روزوں کی فرضیت کا ہماری اخبار سے تعلق کی حکمت:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: **کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم**۔ ابن عاشورؒ فرماتے ہیں: اس حکم الٰہی میں روزے کی فرضیت کی کیفیت میں تشبیہ پائی جاتی ہے نہ کہ اس کی دیگر کیفیات میں اور یہ تشبیہ صراط مستقیم اور ہدایت کے اعتبار سے بھی ہے، اس تشبیہ سے مراد روزے کی صفت نہیں۔اس میں تین اغراض اور مقاصد ہیں جن کی بنا پر تشبیہ دی گئی ہے۔

روزے کی اہمیت وفضیلت کی خبر دینا مقصود ہے، اس لیے اللہ نے اسے اسلام سے قبل لوگوں پر بھی فرض کیا اور مسلمانوں کے لیے بھی اسے مشروع قرار دیا ہے۔یہ بات اس کا واضح ثبوت ہے کہ روزہ ایک مسلسل نیکی کا عمل ہے اور اس عبادت کا ثواب بہت زیادہ ہے، اس لیے مسلمانوں کو اس حکم کے ذریعے رغبت دلائی گئی کہ وہ بھی اس عبادت کو اختیار کریں کہ کہیں سابقہ امتیں ان سے سبقت نہ لے جائیں۔اس میں کوئی شک نہیں کہ مسلمانوں کو روزے کا حکم سن کر مسرت ہوئی اور پہلے ان کا روزہ یوم عاشوراء کا روزہ تھا اور اس میں انھوں نے یہودیوں کی اقتداء کی لیکن وہ چاہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کوئی نیا حکم نازل کرکے انھیں یہودیوں سے ممتاز کردے۔

تشبیہ کا یہ فائدہ اہل اسلام کے باذوق لوگوں کے لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں سابقہ امتوں کی اس نیکی میں شامل کردیا کہ جن احکام کو اپنا کر دنیا وآخرت کے بہت سے منافع حاصل ہوسکتے ہیں۔اس بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وَفِي ذَٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُونَ اور باذوق لوگ اسی میں رغبت کریں۔(المطففین:26)

(جاری ہے)

رمضان ماہِ ذیشان پھر آیا

مولانا اسحاق حقانی مدرس جامعہ اہل حدیث لاہور

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ۝

''اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں جس طرح کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے تاکہ تم متقی بن جاؤ۔''

[البقرۃ:183]

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان (کلمہ گو) کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ تم پر روزے اس طرح لکھے گئے ہیں جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر لکھے گئے تاکہ تم متقی بن جاؤ، روزہ کے لیے عربی لفظ صوم ہے جس کا معنی ہے رکنا، ٹھہرنا

اسلامی شریعت میں اس سے مراد دن کے وقت کھانے پینے اور خواہشات نفسانی کو پورا کرنے سے رک جانا، تاکہ نفس کی پاکیزگی وطہارت حاصل ہو، گندگی اور بری عادات چھوڑنے کی مشق ہو اور جسم میں جمع شدہ فاسد مادے ختم ہو جائیں۔ بدن کی اصلاح کے ساتھ ساتھ شیطان کے داخل ہونے کے راستے بند ہو جائیں، پھر یہ بوجھ صرف امت محمدیہ پر ہی نہیں ڈالا گیا بلکہ پہلے لوگوں پر بھی روزے فرض تھے ان کی مقدار اور کیفیت میں فرق تھا۔ مسند امام احمد میں ہے کہ نماز اور روزہ تین مرحلوں سے گزرے۔

۱۔ آپ ﷺ جب مدینہ طیبہ آئے سترہ ماہ نماز بیت المقدس (اقصیٰ) کی طرف منہ کر کے ادا کی پھر تبدیلی کعبہ ہوئی۔

۲۔ نماز با جماعت کے لیے اذان شروع ہوئی۔

۳۔ نماز میں سوال وجواب سے روکا گیا، جب کوئی نمازی آتا تو ساتھی سے پوچھتا کہ کونسی رکعت ہے پھر جماعت میں شامل ہوتا۔ سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ آئے نماز ہو رہی تھی تو وہ کسی سے پوچھے بغیر جماعت میں شامل ہو گئے، جب نماز پوری ہوئی تو اٹھ کر انھوں نے باقی نماز مکمل کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: تمھارے لیے معاذ نے ایک طریقہ اختیار کیا ہے تم بھی ایسا کیا کرو۔

۱۔ روزے کا مرحلہ بھی آمد مدینہ کے وقت محرم کے مہینہ میں تین روزے تھے

۲۔ پھر رمضان کے مہینے کے روزے کا حکم نازل ہوا لیکن اختیار تھا جو چاہے روزہ رکھے جو چاہے فدیہ دے۔

۳۔ جب روزہ کے عادی ہو گئے تو فرضیت کا حکم نازل ہوا۔

ماہ رمضان المبارک حقیقت میں نزول قرآن کا شکرانہ ہے کہ سال کے دوسرے مہینوں میں سے اس کا انتخاب کیا گیا۔ حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ابراہیم علیہ السلام کے صحیفے بھی یکم رمضان کو اترے، تورات چھ رمضان کو، انجیل تیرہ رمضان، قرآن رمضان المبارک کی چوبیس تاریخ (پچیسویں شب) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ زبور ۱۲ رمضان، پہلے انبیاء علیہم السلام کو ان کی کتابیں کامل طور پر ایک بار دے دی گئیں مگر قرآن لوح محفوظ سے بیت العزۃ میں لیلۃ القدر کو آیا پھر ۲۳ سال میں حالات وواقعات کے مطابق آپ ﷺ پر نازل ہوتا رہا، کفار کہتے کہ آپ ﷺ پر قرآن ایک بار کیوں نازل نہیں کیا گیا؟ فرمایا کہ تاکہ ہم آپ ﷺ کے دل کو مضبوط کریں اور ترتیل سے پڑھائیں اور جب آپ ﷺ کے پاس کوئی مثل لائیں گے تو ہم اس سے بہتر تفسیر اور حق لائیں گے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: جب ماہ رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے

ہیں شیاطین جکڑ دیے جاتے ہیں، جنت کا ایک دروازہ باب الریان (سیرابی) ہے جس میں روزے داروں کا داخلہ ہوگا پھر بند کر دیا جائے گا جو اس میں داخل ہو گیا اور پانی پی لیا تو پھر کبھی اس کو پیاس نہیں لگے گی۔ [بخاری]

آپ ﷺ نے فرمایا: تین آدمیوں کی دعا رد نہیں ہوتی۔(۱)روزہ دار (۲)مظلوم (۳)عادل حکمران

روزہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک پسندیدہ عمل اور اس کی رضا کا سبب ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا: ابن آدم کا ہر عمل دس سے لے کر سات سو گنا تک بڑھا دیا جاتا ہے مگر روزے کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: یہ میرے لیے ہے میں ہی اس کی جزا دوں گا، وہ اپنی خواہش اور کھانا میرے لیے چھوڑتا ہے، دو خوشیاں روزہ دار کے لیے ہیں۔ ایک افطاری کے وقت اور دوسری اپنے رب سے ملاقات پر۔ روزے دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے ہاں کستوری کی خوشبو سے بھی بڑھ کر ہے، روزہ ڈھال ہے جب تم سے کسی کا روزے کا دن ہو تو بے ہودہ گفتگو نہ کرے، نہ شور شرابا کرے، اگر اس کو کوئی گالی دے یا لڑائی جھگڑا کرے تو کہہ دے کہ میں روزے سے ہوں۔

[بخاری]

روزہ حقیقتاً اللہ اور بندے کا معاملہ ہے، نماز، زکوٰۃ، حج کا تعلق بندوں سے بھی ہے کہ ان کے سامنے کام ہوتے ہیں مگر روزہ ایسا پوشیدہ عمل ہے کہ کسی کو پتہ نہ چلے اگر کوئی تنہائی میں کھا پی لے، اس لیے اس میں دکھلاوے اور ریاکاری کا بھی دخل نہیں۔ روزہ اور قرآن قیامت کے دن بندے کے لیے سفارش کریں گے روزہ کہے گا: اے پروردگار! میں نے دن کے وقت اس کو کھانے پینے اور خواہشات سے روکے رکھا، قرآن کہے گا: میں نے اس کو رات نیند سے روکے رکھا، دونوں کی سفارش قبول کر لی جائے گی۔ [بیہقی]

روزہ سابقہ گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو رمضان کا قیام اور روزے ایمان اور ثواب کی خاطر رکھے اس کے پہلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ [بخاری]

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: رمضان سے رمضان، جمعہ سے جمعہ، نماز سے نماز تک ان کے درمیان وقفہ میں ہونے والے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے۔(مسلم)

مگر شرط یہ ہے کہ کبیرہ گناہ کا ارتکاب نہ کرے، کبیرہ گناہ توبہ کیے بغیر معاف نہیں ہوگا، اگر اس کا تعلق بندے کے حق سے ہوگا تو جب تک وہ ادا نہیں کیا جائے گا معافی نہیں ہوگی۔ علماء نے ستر(۷۰) سے اوپر کبیرہ گناہوں کو شمار کیا۔

امام بیہقی کتاب الکبائر میں ذکر کرتے ہیں: "ظاہری طور پر تو روزہ کھانے پینے سے رکنے کا نام ہے مگر حقیقت میں اس کی روح تقویٰ (خوف) ہے جس طرح اللہ کا حکم مانتے ہوئے نہیں کھاتے اور نہ پیتے ہیں اسی طرح یہ بھی یقین ہونا چاہیے کہ وہ خالق و مالک ہماری ہر حرکت کو دیکھ رہا ہے اس کے حکم کے خلاف کوئی قدم نہ اٹھائیں، دل میں اس کی یاد ہو، زبان پر اس کا ذکر ہو، آنکھ اور کان پر پہرہ ہو، ہاتھ اور پاؤں اس کے حکم کے مطابق کام کریں۔

وحل فی بیان الصوم غیر مقصر عبادۃ سر ضد طبع معود روزہ عام عادت سے ہٹ کر ایک عبادت ہے۔ **وصبر لفقد الالف من حالۃ الصبا وفطم عن المحبوب والمتعود** بچپن سے محبوب و مانوس عادات سے رکنے کا نام ہے۔ **فثق فیہ بالوعد القدیم من الذی لہ الصوم یجزی غیر مخلف موعد** جس ذات کے لیے روزہ ہے اس کے وعدہ اجر پر اعتماد کر اس کے خلاف نہیں ہوگا۔

وحافظ علی شهر الصیام فانہ لخامس ارکان لدین محمد ماہ رمضان کی حفاظت کرو کیونکہ یہ دین محمد ﷺ میں (اسلام) کا پانچواں رکن ہے۔ **فقم لیلہ واطو نہارک صائما ومن صومہ عن کل موہ ومفسد** اس کی راتیں قیام میں اور دن روزہ میں گزرے، ایسے کہ غلط اور خراب کرنے والے کاموں سے بچے۔

☆.....☆.....☆

مولانا محمد یوسف راجووالوی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا عنایت اللہ امین (مدرس دار الحدیث راجووال)

قسط نمبر 6

مولانا کی ایک وصیت:

2013ء اپریل کا مہینہ تھا مجھے اور میرے دیرینہ ساتھی مولانا محمد رفیق زاہد کو بلا کر کہنے لگے کہ میری وفات کے بعد عبید الرحمن محسن کو کہنا کہ کتاب التوبہ امام نووی اور رسالہ دنیا کا مسافر اور آخرت کا راہی شائع کر کے مفت تقسیم کرنا تا کہ میری نجات کا ذریعہ ہو سکے۔ میں نے عرض کیا اللہ تعالیٰ کا فرمان سچا ہے: وَاَمَّا مَنۡ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفۡسَ عَنِ الۡهَوٰىۙ ۞ فَاِنَّ الۡجَـنَّةَ هِىَ الۡمَاۡوٰىؕ ۞ سن کر آبدیدہ ہو گئے۔ اللھم اغفرلہ وارحمہ وارفع درجتہ فی المھدیین (آمین)

مولانا معاملات میں کھرے اور صاف گو انسان تھے:

غالباً 1984ء کی بات ہے کہ مدرسہ کی لائبریری میں کتب کی جلد بندی کی ضرورت تھی، جلد سازی قاری محمد یٰسین صاحب آف بھاگیوال جو کہ جماعت کے مخلص اور عالم باعمل انسان ہیں اُن سے جلد بندی کے لیے فی کتاب چھوٹی، بڑی دو روپے میں بات طے ہو گئی۔ قاری صاحب نے تقریباً پندرہ سو کتابیں جلد کیں، جلد بڑی مضبوط اور خوبصورت تھی۔ جب کام مکمل ہوا تو قاری صاحب مزدوری لینے کے لیے گئے تو مولانا صاحب نے کام دیکھا تو کہنے لگے میں تو سمجھتا تھا کہ عام جلد ہو گی لیکن تم نے تو اپنا کام سمجھ کر پوری تسلی سے کیا ہے لہٰذا اب دو روپے مزدوری تھوڑی ہے۔

مولانا صاحب نے مسجد کے نمازیوں سے کہا کہ قاری صاحب نے مدرسہ کی کتابیں جلد کی ہیں بات دو روپے میں ہوئی تھی لیکن اب اگر دو روپے دیتے ہیں تو حق تلفی اور زیادتی ہے اس لیے کام کرنے والے کو اس کی پوری اُجرت دینی چاہیے، وہ جلد تقریباً آٹھ، دس روپے میں پڑتی تھی نمازی کہنے لگے بیشک اس کو اس کا پورا حق دینا چاہیے جس کو پرانے نمازی بخوبی جانتے ہیں مولانا صاحب نے قاری صاحب کو طے شدہ بات سے زائد رقم دے کر خوش کیا اور بڑی دعائیں دیں۔

مولانا صاحب پیش آمدہ ضرورت پر قرضہ پکڑتے تو ایک ہی وعدہ کرتے جس پر پورا اُترتے اور ساتھ کہتے ان شاء اللہ حسب وعدہ میں قرضہ ادا کر دوں گا اور اگر میں فوت ہو جاؤں تو میری اولاد ادا کرے گی۔ کئی دفعہ تعلق داروں سے قرضہ پکڑا، جب مولانا صاحب نے ''اربعین جامعہ کمالیہ'' لکھی تو اسکی اشاعت کے لیے راقم سے دس ہزار قرضہ پکڑا جو حسب وعدہ ادا کر دیا۔

اسی طرح ایک دفعہ اساتذہ کی تنخواہوں کے سلسلہ میں ضرورت پڑی تو مجھے کہنے لگے کچھ قرضے کی ضرورت ہے، میرے پاس اتنی رقم تو نہ تھی لیکن انکار بھی نہیں کر سکتا تھا، چنانچہ میں نے گندم فروخت کر کے کچھ قرضہ مولانا کو دیا جو انھوں نے حسب وعدہ ادا کر دیا تھا، احباب جماعت اور تعلق دار بھی مولانا مرحوم کے اس وصف کو بخوبی جانتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: معاملات میں جس کی نیت درست ہو، اللہ تعالیٰ اُس کی غیبی مدد کرتے ہیں۔

مولانا صاحب کے چھوٹے بیٹے قاری عبید اللہ احسن کی پہلی شادی 2002ء میں ہوئی، نکاح خواں مفتی حافظ عبد الستار حماد صاحب تھے۔ حق مہر غالباً چار تولے زیور مقرر ہوا، راقم بھی اس مجلس نکاح میں شامل تھا وہ شادی کامیاب نہ رہی اور بوجوہ طلاق ہو گئی۔ اب قابل غور بات یہ ہے کہ نزاع کی صورت میں لوگ سامان جہیز کی واپسی اور سونے کے متعلق بہت حیل وحجت کرتے ہیں اختلاف کھڑا ہو جاتا ہے یہاں تک کہ بعض دفعہ عدالت کا رُخ کیا جاتا ہے لیکن مولانا صاحب نے لڑکی کا سامان باحسن

طریقے سے واپس کیا حتی کہ حق مہر میں مقرر کردہ سونا بھی واپس کر دیا۔ لڑکی والے مولانا کے حسن معاملہ اور حسن اخلاق پر داد دیے بغیر نہ رہ سکے، بالآخر کہنے لگے کہ ہم اپنی قسمت پر شاکر ہیں۔

دارالحدیث راجووال کا تبلیغی کردار:

عرصہ 60 سال سے یہ ادارہ دین اسلام کی ترویج واشاعت میں مصروف عمل ہے الحمدللہ۔ 1949ء سے تا حال تسلسل کے ساتھ تعلیمی سلسلہ جاری ہے ھذا من فضل ربی۔ یہ مولانا صاحب کی محنت کا نتیجہ ہے کہ فیض یافتگان کی تعداد ہزاروں سے متجاوز ہے جو بیرون اور اندرون ملک مختلف میدانوں میں دین کا کام کر رہے ہیں۔ جامعہ کئی شعبہ جات میں کام کر رہا ہے، درس وتدریس کے ساتھ ساتھ پورے علاقہ میں دعوت وتبلیغ میں دارالحدیث کی خدمات تاریخ کا ایک اہم حصہ ہیں۔

وقتاً فوقتاً جماعت کے جید علماء وخطباء کے خطبات اور دروس القرآن کا اہتمام کیا جاتا ہے، جامعہ کی سالانہ کانفرنس مثالی ہوتی ہے، بے شمار لوگ شرک وبدعت سے تائب ہو کر توحید وسنت کے نور سے اپنے سینے منور کر چکے ہیں جامعہ کی کانفرنسیں یقیناً جماعت کے بزرگ علماء کی زیارت کا باعث ہوتی ہیں۔

اتفاقاً ایک دن پرانے اخبار کی پڑتال کرتے ہوئے ایک عظیم الشان اجتماع اور اٹھارواں تبلیغی پروگرام کے عنوان سے ایک اشتہار ملا جسے دیکھ کر راقم بڑا متاثر ہوا کہ مولانا صاحب کے دل میں اہل اسلام کی اصلاح کا جذبہ کس قدر موجزن تھا۔ صد افسوس ان مثالی کانفرنسوں کے مدعوین علماء وخطباء سب دنیا فانی سے رحلت کر گئے ہیں۔ وہ نفوس قدسیہ عظمت رفتہ کی عظیم ہستیاں تھیں۔

1961ء میں دارالحدیث راجووال میں ایک عظیم الشان تبلیغی جلسہ منعقد ہوا، یقیناً یہ اجتماع علاقہ ہذا کی تاریخ میں بے مثال تھا۔ اس سے قبل یا بعد میں اس جیسی کانفرنس نہیں ہوئی، اس کی بڑی وجہ مولانا محمد علی لکھویؒ متوفی 1973ء کی خلاف توقع تشریف آوری تھی۔ مولانا موصوف جلسہ سے چند روز قبل مدینہ منورہ سے واپس آئے تو انھوں نے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جس میں انسانوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر چاروں طرف دکھائی دیتا تھا۔ اس اجتماع میں علماء کے انتظام کے علاوہ سامعین کے لیے بھی کھانا تیار کیا گیا تھا۔

نماز جمعہ کے بعد تلاوت اور شاعر اسلام شیخ سعید الفت فیصل آبادی (1990ء) کی وجد آفریں نظموں سے جلسہ شروع ہوا۔ مفکر اسلام مولانا معین الدین لکھویؒ نے اخلاق حسنہ پر نماز عصر تک بڑا جامع خطاب فرمایا۔ رات کے پروگرام میں مولانا عبدالقادر حصارویؒ (1981ء) اور امام العصر مفتی دوراں حافظ عبداللہ محدث روپڑیؒ (وفات 1964ء) اور مناظر اسلام مولانا احمد دین گکھڑویؒ (وفات 1973ء) اور مولانا علی محمد صمصام (وفات 1978ء) اور مولانا حافظ محمد اسماعیل روپڑیؒ (1998ء) اور مولانا غلام اللہ فیصل آبادی (2005ء) اور مولانا محی الدین لکھویؒ (1998ء) اور حافظ محمد ابراہیم کمیر پوریؒ (1989ء) شامل تھے جبکہ اسٹیج سیکرٹری مورخ اہلحدیث قاضی محمد اسلم سیفؒ (1996ء) تھے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان تمام علمائے کرام کی قبروں کو جنت کا باغیچہ بنائے اور ان کی خدمات جلیلہ کو شرف قبولیت سے نوازتے ہوئے انھیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے اور موجودہ علماء کو اپنے حفظ وامان میں رکھتے ہوئے زیادہ سے زیادہ اپنے دین حنیف کا کام لے۔ آمین

یہ وہ علماء تھے جنھیں لوگ دیکھ کر اہلحدیث ہوتے تھے، باہمی قدر ومنزلت اور الفت ومحبت کے ساتھ جب یہ نورانی چہرے اسٹیج پر بیٹھے ہوتے تھے تو عجیب سماں ہوتا تھا۔ خلوص وللہیت سے متصف علم وعمل کے پیکر، مرحومین نے حاضرین سے رات گئے تک نہایت اثر انگیز عالمانہ خطابات فرمائے۔ بروز ہفتہ بعد نماز فجر حضرت العلام حافظ عبداللہ محدث روپڑیؒ نے واقعہ ہاروت وماروت کو درس قرآن کی شکل میں ارشاد فرمایا جو بڑے علمی نکات پر مشتمل تھا۔ اس درس میں مولانا احمد دین گکھڑویؒ نے بڑے سوالات کیے اور محدث روپڑیؒ نے بڑے محقق ومدلل جوابات سے گکھڑوی صاحب مرحوم کو مطمئن کیا۔

(جاری ہے)

نماز تراویح کے فضائل و مسائل

قاری طلحہ رشید

رمضان المبارک میں اللہ تعالیٰ کی بے پناہ رحمتوں اور برکتوں کو سمیٹنے کے ذرائع میں سے ایک اہم ذریعہ نماز تراویح ہے لیکن لوگوں کی اکثریت اس عمل میں سستی و کاہلی کا مظاہرہ کرتی ہے۔ اس کا سبب شاید ان کا اس عظیم عمل کی عظمت اور اس کے اجر و ثواب سے ناواقف ہونا ہے۔ اس فکر کے پیش نظر زیریں سطور میں اس نماز کی اہمیت اور اس سے متعلقہ چند فضائل و مسائل قارئین کرام کی خدمت میں پیش کیے جاتے ہیں تاکہ اس سے کما حقہ مستفید ہو سکیں۔

کلام خداوندی ہے: وَالَّذِينَ يَبِيتُونَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَقِيَامًا "اور وہ لوگ جو اپنے رب کے حضور سجدے اور قیام میں راتیں گزارتے ہیں۔" (الفرقان:64) قرآن کریم میں ایک مقام پر اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندوں کے اوصاف کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا: تَتَجَافَىٰ جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَطَمَعًا وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ "ان کی پیٹھیں بستروں سے الگ رہتی ہیں، وہ اپنے رب کو خوف اور طمع کے ساتھ پکارتے ہیں۔" (السجدۃ:16)

اس نماز کی اہمیت کی بابت آپ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: يعقد الشيطان على قافية رأس أحدكم ثلاث عقد إذا نام بكل عقدة يضرب عليك ليلا طويلا فإذا استيقظ فذكر الله عزوجل انحلت عقدة وإذا توضأ انحلت عنه عقدتان فإذا صلى انحلت العقد فأصبح نشيطا طيب النفس وإلا أصبح خبيث النفس كسلان. "تم میں سے جب کوئی رات کو سوتا ہے تو شیطان ہر ایک کی گردن پر تین گرہیں لگاتا ہے اور ہر گرہ پر کہتا ہے کہ رات بڑی لمبی ہے، پھر جب کوئی بیدار ہوا اور اس نے اللہ کو یاد کیا تو اس کی ایک گرہ کھل جاتی ہے اور جب وضو کیا تو دو گرہیں کھل گئیں اور جب نماز پڑھی تو ساری گرہیں ہی کھل جاتی ہیں، تو وہ صبح کو تازہ دم اور پاکیزہ نفس اٹھتا ہے اور اگر وہ ایسا نہیں کرتا تو ناپاک نفس اور سست ہو کر صبح کرتا ہے۔"

(صحیح مسلم:۷۷۶)

اسی طرح ایک حدیث میں فرمایا: عليكم بقيام الليل فإنه دأب الصالحين قبلكم، وقربة إلى الله عزوجل ومكفرة للسيئات ومنهاة عن الإثم. "رات کا قیام ضرور کیا کرو کیونکہ یہ تم سے پہلے نیک لوگوں کی عادت تھی اور یہ باری تعالیٰ کی قربت، گناہوں کا کفارہ اور برے کاموں سے بچنے کا ذریعہ ہے۔" (سنن ترمذی: ۳۵۴۹)

قیام اللیل کی فضیلت کے متعلق آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: أفضل الصلاة بعد الفريضة صلاة الليل. "فرض نمازوں کے بعد سب سے زیادہ فضیلت والی نماز رات کی نماز ہے۔" (صحیح مسلم: ۱۱۶۳)

رمضان کریم میں دیگر اعمال صالحہ کی طرح اس عمل کا ثواب بھی کئی گنا ہو جاتا ہے، اس لیے آنحضرت ﷺ اس کی ترغیب دیتے اور فرماتے من قام رمضان إيمانا واحتسابا غفر له ما تقدم من ذنبه. "جس کسی نے حالت ایمان اور ثواب کی اُمید پر رمضان میں قیام کیا تو اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔" (صحیح بخاری: ۷۵۹)

قرآن کریم کی آیات اور آپ ﷺ کے بیشتر فرامین طیبہ سے پتہ چلتا ہے کہ نماز تراویح کی بڑی اہمیت ہے۔ اس کے غیر معمولی فضائل ہیں، یہ اللہ تعالیٰ کے نیک اور متقی بندوں کی صفت ہے، وہ خصوصیت کے ساتھ اس کا اہتمام کرتے ہیں، اُن کا یہ عمل اُن کے گناہوں کی بخشش، نیکیوں میں

اضافے اور بے شمار دنیا و آخرت کے انعامات و اکرامات حاصل کرنے کا باعث ہوتا ہے۔

نماز تراویح، تہجد، قیام اللیل، صلاۃ اللیل اور صلوۃ الوتر ایک ہی نماز کے مختلف نام ہیں۔ ان کا یعنی تہجد اور قیام رمضان (تراویح) کا الگ الگ پڑھنا نبی کریم ﷺ سے ثابت نہیں ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں نماز تراویح کی امامت تین دن تک فرمائی ہے۔ جیسا کہ صحیح مسلم میں موجود ہے: ان رسول الله خرج من جوف الليل فصلى فى المسجد فصلى رجال بصلاته فاصبح الناس يتحدثون بذلك فاجتمع اكثر منهم فخرج رسول الله فى الليلة الثانية فصلوا بصلاته فاصبح الناس يذكرون ذلك فكثر اهل المسجد من الليلة الثالثة فخرج فصلوا بصلاته فلما كانت الليلة الرابعة عجز المسجد عن اهله فلم يخرج اليهم رسول الله فطفق رجال منهم يقولون الصلاة فلم يخرج اليهم رسول الله حتى خرج لصلاة الفجر فلما قضى الفجر اقبل على الناس ثم تشهد فقال اما بعد فانه لم يخف على شانكم الليلة ولكنى خشيت ان تفرض عليكم صلاة الليل فتعجزوا عنها. ''آپ ﷺ درمیانی شب نکلے، آپ نے مسجد میں نماز پڑھی اور چند لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ نماز ادا کی پھر لوگ صبح کو اس کا ذکر کرنے لگے، پس دوسرے دن اس سے زیادہ لوگ جمع ہو گئے، رسول اللہ ﷺ تشریف لائے، لوگوں نے آپ کے ساتھ نماز پڑھی، اگلے دن پھر لوگ اس کا تذکرہ کرنے لگے، تیسرے دن اور زیادہ لوگ اکٹھے ہو گئے، آپ ﷺ مسجد میں آئے، لوگوں نے آپ کے ساتھ نماز ادا کی، جب چوتھی رات ہوئی تو اس قدر لوگ جمع ہوئے کہ مسجد تنگ پڑ گئی، آپ ﷺ اس رات تشریف نہ لائے یہاں تک کہ لوگ ''نماز، نماز'' کہنے لگے، اس کے باوجود بھی حضور نبی کریم ﷺ نہ نکلے، یہاں تک کہ صبح کی نماز کے لیے آئے، جب نماز مکمل کر لی تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے، شہادتین پڑھا اور حمد و ثنا کے بعد فرمایا: ''تمہاری رات کی حالت مجھ پر مخفی نہیں تھی مگر مجھے خوف تھا کہ کہیں تم پر رات کی نماز فرض نہ کر دی جائے اور تم اس کی ادائیگی سے عاجز آ جاؤ۔''

(صحیح مسلم: ۷۶۱)

اس سے پتہ چلتا ہے کہ نماز تراویح باجماعت پڑھی جا سکتی ہے اور ان لوگوں کا خیال غلط ہے جو اسے باجماعت ادا کرنا بدعت خیال کرتے ہیں بلکہ آپ ﷺ نے اسے جماعت کے ساتھ ادا کرنے کی فضیلت بیان فرمائی ہے۔

ارشاد نبوی ﷺ ہے: ان الرجل اذا صلى مع الامام حتى ينصرف حسب له قيام ليلة. ''جب کوئی آدمی امام کے ساتھ نماز پڑھتا ہے اور اس کے نماز کو مکمل کرنے تک اس کے ساتھ رہتا ہے تو اس کیلئے پوری رات کا قیام لکھ دیا جاتا ہے۔'' (سنن ابی داؤد: ۱۳۷۵)

اس سے سمجھ آتی ہے کہ نماز تراویح باجماعت ادا کرنا افضل ہے۔

نماز تراویح کی مسنون رکعات کی تعداد کے سلسلہ میں سیدہ عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں: ما كان رسول الله يزيد فى رمضان ولا فى غيره على احدى عشرة ركعة. ''رسول مکرم ﷺ رمضان اور غیر رمضان گیارہ رکعات سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔'' (صحیح بخاری: ۱۱۴۷)

لہٰذا معلوم ہوا، مسنون تعداد رکعات تراویح گیارہ ہے۔ نماز تراویح رسول اکرم ﷺ سے نماز عشاء سے لے کر اذان فجر تک کے درمیانی وقت میں پڑھنا ثابت ہے۔ جیسا کہ صدیقہ کائنات عائشہؓ بیان کرتی ہیں: كان رسول الله يصلى فيما بين ان يفرغ من صلاة العشاء... الى الفجر. ''حبیب خدا رات کی نماز، نماز عشاء کے بعد سے فجر تک کے درمیانی وقفے میں ادا کرتے تھے۔'' (صحیح مسلم: ۷۳۶)

اسی طرح سے ایک اور حدیث میں سیدہ عائشہ صدیقہؓ سے ہی مروی ہے: من كل الليل اوتر رسول الله من اول الليل واوسطه واخره وانتهى وتره الى السحر. ''امام کائنات ﷺ نے رات کے ہر حصے، اول، درمیان اور آخر میں وتر پڑھا ہے اور آپ ﷺ کے وتر کی انتہا سحری تک تھی۔'' (صحیح مسلم: ۷۴۵)

(جاری ہے)

جماعتی خبریں

ضروری اعلان

بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد میں 25 مختلف شعبہ جات کے اندر داخلہ جاری ہے۔یونیورسٹی میں داخلے کے حصول اور مزید رہنمائی کے لیے مندرجہ ذیل نمبروں پر رابطہ کریں۔

(۱) عربی اصول الدین (اسلامک سٹڈیز) فارسی کے لیے:

حافظ محمد اسماعیل روپڑی 0300-8817064

(۲) ایل،ایل،بی شریعہ اینڈ لاء:ارسلان طارق 0321-9509803

(۳) اکنامکس کے لیے:اعمز شہزاد 0333-5317372

(۴) انگلش اور باقی سب کے لیے:حافظ عبداللہ طور 0332-4181989

نوٹ:وفاق المدارس کی ایچ،ای،سی سے مصدقہ اسناد بھی قابل قبول ہیں۔نیز رزلٹ کا انتظار کرنے والے بھی اپلائی کر سکتے ہیں۔داخلے کی آخری تاریخ 15 جولائی 2014 ہے۔

(منجانب:اہل حدیث سٹوڈینٹس فیڈریشن اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد)

دعائے مغفرت

گذشتہ دنوں جماعت اہل حدیث ضلع گوجرانوالہ کے امیر مولانا غازی محمد عباس ضیاء حفظہ اللہ کے برادر محترم مولانا محمد یوسف مختصر علالت کے بعد انتقال کر گئے ہیں۔اناللہ واناالیہ راجعون۔مرحوم عالم باعمل اور پیکر زہد وتقویٰ تھے،موضع چیل کلاں قلعہ محمدیہ میں ان کی نماز جنازہ شیخ الحدیث حافظ محمد امین محمدی حفظہ اللہ نے رقت آمیز لہجے میں پڑھائی۔نماز جنازہ میں مفسر قرآن حافظ عبدالوہاب روپڑی،مولانا محمد سلیمان شاکر،مولانا غازی محمد عبداللہ،حافظ مدثر گرجاکھی،حافظ محمد شوکت اور وقار عظیم بھٹی سمیت مذہبی وسماجی رہنماؤں نے شرکت کی۔ہم مولانا غازی محمد عباس ضیاء کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل کے ساتھ اجر عظیم سے نوازے۔آمین

(دعاگو:محمد سلیمان شاکر ناظم اعلیٰ جماعت اہلحدیث پنجاب)

پریس ریلیز

جامعہ مسلم اہلحدیث گوندلانوالہ کے خطیب معروف عالم دین مولانا محمد عثمان شاکر نے شیخ الحدیث حافظ عبدالغفار روپڑی امیر جماعت اہل حدیث پاکستان کی قیادت پر مکمل اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے جماعت اہل حدیث میں شمولیت کا اعلان کیا ہے۔مرکز عثمان اہلحدیث کھیالی میں صوبائی ناظم اعلیٰ مولانا محمد سلیمان شاکر سے ملاقات کے دوران اُن کا کہنا تھا کہ مشن اسلاف کی پاسبان جماعت میں شمولیت میرے لیے اعزاز کی بات ہے۔ہم قائدین کے زیر سایہ تبلیغ دین کے لیے دن رات حاضر ہیں۔

(منجانب:حافظ عبدالقدیر بٹ سیکرٹری اطلاعات جماعت اہلحدیث پنجاب)

ضرورت قاری

مدرسہ دارالحدیث اوکاڑہ کے شعبہ تحفیظ القرآن الکریم کے لیے مستند،تجربہ کار اور ماہر قاری کی ضرورت ہے جو شعبہ کو مثالی معیار تعلیم کے ساتھ بچوں کی اچھی تربیت کر سکے۔اپنے تعلیمی کوائف کے ساتھ درخواست ناظم مدرسہ کو ارسال کریں،فون نمبر بھی لکھیں تاکہ انٹرویو کے لیے بلانے میں آسانی ہوگی۔

(منجانب:عبداللہ یوسف ناظم دارالحدیث ایم اے جناح روڈ اوکاڑہ

(0312-4403173

ضروری اعلان

ہمارے والد محترم نے 20 مرلہ جگہ خرید کر عالیشان مسجد اہلحدیث تعمیر کی ہے کوئی اللہ کا بندہ ایک بہترین سپیکر مع بیٹری u.p.s خرید کر بھیج دیں اشد ضرورت ہے۔دوسری بات یہ ہے کہ جامع مسجد میں دعوت وتبلیغ کا کام جاری ہے مگر نمازیوں کے لیے پانی کی بہت ضرورت ہے کوئی اللہ کا ولی مسجد میں پیٹر پمپ لگوا کر اپنے والدین کے لیے صدقہ جاریہ قائم کر جائے۔تیسری بات یہ کہ اس پہاڑی علاقہ میں خوشگوار ماحول میں روزے رکھنے کے لیے اپنے امیر کے تزکیہ کے ساتھ مکمل کوائف سے رابطہ کریں،اجازت کے بغیر تشریف نہ لائیں۔

(منجانب:قاری عبدالوہاب ربانی ناظم مکتبہ دارالسلام کلیال وادی سون ضلع خوشاب 0333-6813820)

اشاعت دین کا عظیم مرکز

ادارہ تبلیغ اسلام جام پور

تعاون کی خصوصی اپیل

ادارہ تبلیغ اسلام جام پور ملک کا عظیم و منفرد ادارہ ہے۔ جس کی طرف سے دینی لٹریچر چھپوا کر بڑے پیمانے پر مفت تقسیم کیا جاتا ہے۔ اب تک مختلف مسائل پر 415 سلسلہ ہائے تبلیغ لاکھوں کی تعداد میں تقسیم کیے جا چکے ہیں۔ دین حقہ کی اشاعت کا یہ سب کام آپ جیسے مخیر احباب کے رضاکارانہ تعاون سے انجام دیا جا رہا ہے۔

جامعہ محمدیہ اہل حدیث

ادارہ ہذا کے تحت علاقہ کی معروف درسگاہ جامعہ محمدیہ اہل حدیث بھی قائم ہے۔ محنتی اور فرض شناس اساتذہ تدریسی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

شعبہ خدمت خلق

ادارہ ہذا کے تحت شعبہ خدمت خلق قائم ہے۔ جس کے تحت علاقہ کے غریب لوگوں کے گھروں کی تعمیر، موٹر پمپ، ہینڈ پمپ کی تنصیب، غریب مریضوں کے علاج میں اعانت اور غریب طلباء کی اعلیٰ تعلیم کے حصول میں مدد کی جاتی ہے۔

اپیل تعاون

مخیر احباب سے پرزور اپیل ہے کہ ماہ رمضان المبارک میں خصوصی طور پر زکوٰۃ و صدقات مد سے ترجیحی بنیادوں پر تعاون بھجوا کر عنداللہ ماجور ہوں۔

بذریعہ بینک

حبیب بینک جام پور اکاؤنٹ نمبر 1107-00166008-03 بنام ادارہ تبلیغ اسلام اہل حدیث

مسلم کمرشل بینک جام پور اکاؤنٹ نمبر 1142-0201000493-9 بنام جمعیت اہل حدیث جام پور

جملہ خط و کتابت و ترسیل زر بذریعہ ڈاک

مولانا محمد یٰسین راہی مدیر ادارہ تبلیغ اسلام جام پور ضلع راجن پور
0333-8556473

علوم عربیہ کی قدیم دینی درسگاہ

دارالحدیث اوکاڑا

سن تاسیس: 1954ء زیر اہتمام انجمن اہل حدیث رجسٹرڈ اوکاڑا

بانیان: (۱) استاذ الاساتذہ حضرت مولانا ابو محمد عبدالجبار محدث کھنڈیلوی (۲) مولانا قاضی محمد رمضانؒ (۳) مولانا عبدالعزیزؒ (۴) صوفی محمد طفیلؒ (۵) موجودہ صدر الحاج محمد انوار الحق (۶) میاں محمد زمان سابق وفاقی وزیر۔

الحمدللہ دارالحدیث خالص دینی تعلیمی ادارہ ہے جو عرصہ دراز سے علوم دینیہ کی تعلیم میں مصروف عمل ہے۔ سینکڑوں علماء و حفاظ فارغ ہو کر ملک و بیرون ملک خدمت دین میں سرگرم عمل ہیں۔

اساتذہ: استاذ الاساتذہ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالرشید ہزارویؒ ہر سال بخاری شریف کا درس دیتے ہیں۔ ان کے ساتھ سات قابل ترین، محقق اساتذہ شعبہ کتب و حفظ میں فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

شعبہ جات: ادارہ میں درج ذیل شعبہ جات ہیں: (۱) درس نظامی تا دورہ حدیث بمطابق نصاب وفاق المدارس (2) شعبہ تحفیظ القرآن مع التجوید (۳) علوم عصریہ مڈل، میٹرک تا ایف اے (۴) کمپیوٹر لیب (۵) دارالافتاء (۶) دعوت و تبلیغ (۷) فری ہومیوڈسپنسری (۸) شعبہ حفظ و ناظرہ قرآن مجید۔

خصوصیات: (۱) بخاری شریف پڑھنے والے طلبہ کو ماہوار وظیفہ (۲) نظم و نسق پیدا کرنے کی کوشش (۳) اسبوعی اجلاس (۴) سفید وردی (۵) مطالعہ اور نماز باجماعت کی پابندی (۶) اعلیٰ رہائش و خوراک (۷) علاج معالجہ کی سہولت

داخلہ: ادارہ میں داخلہ 10 شوال سے شروع ہوتا ہے۔ مڈل، میٹرک پاس طلبہ کے لیے سنہری موقع۔ پرائمری پاس طلبہ کے لیے چھٹی کلاس کی باقاعدہ تعلیم۔ والدین اپنے بچوں کو دارالحدیث کے بہترین ماحول میں جلد ساتھ آ کر داخل کروائیں

تعمیر: ادارہ کی 5 کنال اپنی زمین ہے جس پر تعلیمی بلاک کی تعمیر آخری مرحلہ میں ہے جو کہ بہت بڑا صدقہ جاریہ ہے۔

اپیل: ادارہ کے جملہ اخراجات آپ احباب کے مالی تعاون سے پورے ہوتے ہیں سالانہ اخراجات 29 لاکھ سے زائد ہیں۔ آپ ماہ رمضان المبارک میں اپنی زکوٰۃ، صدقات و خیرات سے بھرپور تعاون فرمائیں۔ شکریہ

بینک اکاؤنٹ: M.C.B2518-1 راوی روڈ اوکاڑا

الداعی الی الخیر: عبداللہ یوسف ناظم دارالحدیث ساہیوال روڈ اوکاڑا

WEEKLY
TANZEEM AHL-E-HADITH CPL-104
LAHORE

سلف صالحین کے طریق کار کا علمبردار

جامعہ اہلحدیث لاہور

تعارف: جامعہ اہلحدیث چوک دالگراں لاہور الحمدللہ اپنے تعلیمی معیار اور قابل اساتذہ کے لحاظ سے انفرادی حیثیت کا حامل ہے۔ جس میں 28 قابل اور محنتی اساتذہ کرام تعلیمی فرائض سرانجام دینے پر مامور ہیں۔

قائم کردہ: حضرت العلام حافظ عبداللہ محدث روپڑی، خطیب پاکستان حافظ محمد اسماعیل روپڑی، رئیس المناظرین حضرت مولانا حافظ عبدالقادر روپڑی (تاسیس اول: 1914ء شہر روپڑ ضلع انبالہ۔ تجدید تاسیس: 1914ء لاہور)

شعبہ جات: جامعہ ہذا نو شعبوں پر مشتمل ہے: (1) تحفیظ القرآن الکریم (2) درس نظامی (3) وفاق المدارس السلفیہ (4) دارالافتاء (5) تصنیف وتالیف (6) فن مناظرہ (7) دعوت والارشاد (8) کمپیوٹر لیب (9) طب اور اس کے ساتھ ساتھ ایف اے تک عصری تعلیم کا معقول بندوبست۔

سعودی جامعات میں داخلے کے مواقع: جامعہ اہلحدیث کے طلباء کے لیے سعودی جامعات میں حصول تعلیم کے مواقع

وظائف: ہر ماہ طلباء کے لیے معقول وظائف

سالانہ اخراجات: جامعہ کا سالانہ خرچہ جس میں طلبہ کے قیام وطعام، ادویات، صابون، اساتذہ کرام وملازمین کی تنخواہوں سمیت ایک کروڑ دس لاکھ سے تجاوز کر چکا ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور آپ احباب کے تعاون سے پورا ہوتا ہے۔

تعمیری منصوبہ: اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور آپ احباب کے تعاون سے بیسمنٹ گراؤنڈ فلور اور فرسٹ فلور پر تدریسی ورہائشی بلاک، کچن اور ڈائننگ ہال مکمل ہو چکے ہیں، جبکہ مزید دو فلور کی اشد ضرورت ہے جس کا تخمینہ تقریباً 80 لاکھ روپے ہے۔

اپیل: یہ تمام کام اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور احباب کے تعاون سے جاری ہیں اس لیے مخیر حضرات بڑھ چڑھ کر تعاون کا سلسلہ جاری رکھیں۔

ترسیل زر کا پتہ: اکاؤنٹ نمبر 7-0286-0107066 یونائیٹڈ بنک لمیٹڈ برانڈرتھ روڈ لاہور، پاکستان

منجانب: حافظ عبدالغفار روپڑی ناظم اعلیٰ جامعہ اہلحدیث چوک دالگراں لاہور 0300-9476230/042-37656730